اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

ماہنامہ

مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

نبوّت 1381ھش
نومبر2002ء

﴿1﴾ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے 33ویں اور مجلس واطفال الاحمدیہ بھارت کے 24ویں سالانہ اجتماع منعقدہ 21,20,19 کے اسٹیج کا ایک منظر۔ محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعتِ احمدیہ قادیان افتتاحی تقریب کی صدارت فرماتے ہوئے۔ جبکہ آپ کے بائیں طرف محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم خالد محمود صاحب نائب صدر اوّل، مکرم زین الدین صاحب حامد نائب صدر دوئم و معتمد اور بائیں طرف مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر سوئم تشریف فرما ہیں۔ ﴿2﴾ محترم صاحبزادہ صاحب اجتماع کی اختتامی تقریب میں شرکاءِ اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے۔ ﴿3﴾ اسی تقریب میں محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی تقریر فرماتے ہوئے۔
(تفصیلی رپورٹ مشکوٰۃ کے اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم | بسم اللہ الرحمن الرحیم | وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

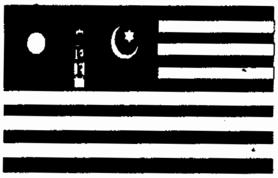

جلد ۲۱ نبوّت ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمطابق نومبر ۲۰۰۲ء شمارہ ۱۱

ضیا پاشیاں

ادار یہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	5
عرفان کے موتی	6
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم-۳	11
مفتوح اقوام سے حسنِ سلوک	14
داستانِ درویش	17
جس تن لاگے، ہسو تن جانے	20
رپورٹ سالانہ اجتماع ۲۰۰۲ء	23
رپورٹ صوبائی اجتماع کشمیر	26
ملک ملک کی سیر-۷	28
پرندے..... قدرت کے سفیر (کہانی)	30
اخبارِ مجالس و اعلانات	32
وصایا (15186 تا 15191)	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

رمضان - اصلاحِ نفس کا بہترین موقعہ

رمضان کے مقدس اور بابرکت ایام اصلاحِ نفس کا بہترین موقع پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ مقدس ایام ہیں جس میں ہر مسلمان اپنے اندر ایک خاص اور نمایاں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور وہ اپنے نفس میں نیکیاں بجالانے کی ایک غیر معمولی تحریک کا مشاہدہ کرتا ہے۔

یہ وہ ایام ہیں جنمیں ہر سعید اور نیک سیرت مسلمان زمانہ نبوی کی یاد تازہ کرتا ہے اور چودہ صدیوں پر محیط یہ فاصلہ رمضان کے مہینہ میں بالکل بے معنی ہوجاتا ہے۔ اور ہر مسلمان عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر اپنی جھولی میں نورِ نبوت کے درخشاں موتیوں کو اکٹھا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوجاتا ہے۔

رمضان دراصل رمض سے مشتق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان اپنے اندر ایک روحانی تپش محسوس کرتا ہے اور اپنے خالق و مالک سے تعلق استوار کرنے اور اس کی قرب و وصال کی راہوں سے آشنا ہونے کے لئے اس کے دل میں ایک آگ سی شعلہ زن ہوجاتی ہے۔ دوسری طرف شدّتِ بھوک اور پیاس کے نتیجہ میں اس کے اندر ایک ظاہری تپش بھی پیدا ہوتی ہے اور اس کا ذہن یکدم حقوق العباد کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب رمضان کے مفہوم کو آیتِ کریمہ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے مفہوم کیساتھ ملا کر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو رمضان کی اصل حقیقت سامنے آتی ہے کہ رمضان کی خاطر ہی قرآن نازل ہوا ہے۔ یعنی رمضان انسانی قلوب میں ایک ایسی رمض پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں وہ ادنیٰ شہوات و سفلی خواہشات کی اسیری سے نجات حاصل کرتے ہوئے اپنے مقصدِ حیات کی طرف بڑھنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کرسکے۔ اور اپنے خالق و مالک کے ساتھ ایک دائمی اور اٹوٹ تعلق کو استوار کرسکے اور اپنے بنی نوع انسان بھائیوں کی بے لوث خدمت میں طبعی جوش کے ساتھ، بلا کسی بیرونی دباؤ کے ہمہ تن مصروف رہ سکے۔ یہی روزوں کی فرضیت کا مقصد ہے اور یہی قرآن مجید کے نزول کی غرضِ واحد ہے۔

رمضان کے یہ مبارک ایام دعاؤں کی قبولیت سے بھی ایک خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں رمضان کے تعلق سے نزولِ قرآن کے مقاصد بیان کرنے کے معًا بعد قبولیت دعا کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واذا سألك عبادي عني فاني قريبٌ اجيب دعوة الداع اذا دعانِ فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون

جب انسان رمضان کی کیفیات اپنے اندر وارد کرتا ہے اور خالق کے قرب و وصال کے حصول کے لئے ایک خاص ولولہ اپنے دل میں پاتا ہے اور پھر تعلق باللہ کے نتیجہ میں اپنے بنی نوع بھائیوں کے ساتھ بھی اخوت اور مساوات کا ایک طبعی جذبہ محسوس کرتا ہے تو اس کے دل میں بے اختیار یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ وہ دیدارِ الٰہی سے متمتع ہو۔ اور حسن و جمال یار کا پتہ لگانے کے لئے اس کا دل بے قرار ہو کر اچھلتا ہے۔ تب اس کو جواب ملتا ہے کہ فانی قریب کہ یقیناً میں تو قریب ہوں۔ لیکن اس وراء الوراء خدا تک انسان کی رسائی تبھی ممکن ہے کہ جب انسان اسکے عباد میں شامل نہیں ہوجاتا۔ اور عباد کی دو شرطیں بھی ساتھ ہی بیان فرمادیں کہ استجابت اور ایمان۔

الغرض رمضان کا یہ مقدس مہینہ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے ہر پہلو سے اکسیر کی صورت رکھتا ہے۔ یہ وہ مقدس ایام ہیں جن میں انسان اپنی ساری زندگی کے لئے دینی و دنیوی برکات سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلند و بالا روحانی عمارت کے لئے رمضان بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر رمضان سلامت رہا سارا سال سلامت ساری زندگی سلامت!

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام اور عالمگیر جماعتِ احمدیہ کیلئے یہ رمضان گذرے ہوئے رمضانوں سے بڑھ کر رحمتوں، فضلوں اور برکتوں کا رمضان بنائے۔ رمضان کا اکسیر ہمارے وجودوں کو تبدیل کرکے ہمیں نیا وجود عطا کرے۔ اور اپنے خالق کے ساتھ ایک نئی شان اور نئے رنگ کا رشتہ استوار ہوچکا ہو۔ آمین۔

(زین الدین حامد)

تفسیر القرآن

روزہ کے فوائد

......از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ......

اے مومنو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اسی طرح سے فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر روزے رکھنے فرض کئے گئے تھے۔

دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ ان سے گھبراتا ہے شکوہ کرتا ہے کہ میں ان تکالیف کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا ہے یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی کر دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دن سب پر آتے ہیں۔ اور کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے مثلاً موت ہے موت ہر انسان پر آتی ہے دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اس پر ضرور آئے گی چاہے جلدی آجائے یا دیر میں۔

پس كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ کہہ کر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کیلئے ساری قومیں کوشش کرتی رہی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا صرف اگر روزے تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو تم نے تو اس کا مزہ ہی نہیں چکھا لیکن وہ لوگ جو اس دروزاہ میں سے گزر چکے ہیں اور جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے۔ لازماً مسلمانوں پر حجت انہیں احکام میں ہو سکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو تم ہوشیار ہو جاؤ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا اگر تم حکم اس کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزے کا حکم دیا تھا اور ہم نے اسے پورا کیا۔ اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کیلئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

......روزہ روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو تمام مذاہب میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور تمام امتیں روزے سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔...... مذاہب کی ایک لمبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جسکی اہمیت مذہبی دنیا میں ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس صورت میں اور جس شکل میں اسلام نے اسکو پیش کیا ہے وہ باقی مذاہب سے نرالی ہے۔ اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے سوائے اس صورت میں کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کیلئے حکم ہے کہ وہ دوسرے اوقات میں روزہ رکھیں اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کیلئے کوئی روزہ نہیں۔

روزہ کی صورت یہ ہے کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک انسان کوئی چیز نہ کھائے نہ پئے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے پو پھٹنے سے پہلے وہ کھانا کھالے تا کہ اس کے جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کرے صرف شام کو ہی کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنا ہماری شریعت نے ناپسند کیا ہے۔

اس جگہ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف کسی قوم میں کسی رواج کا پایا جانا یا پہلوں میں کسی دستور کا ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ آئندہ نسلیں بھی ضرور اس کا لحاظ رکھیں۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو پہلے لوگوں میں موجود تھیں۔ لیکن در اصل وہ غلط تھیں اور بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو آج لوگوں میں پائی جاتی ہیں حالانکہ وہ بھی غلط ہیں پس محض اس وجہ سے پہلی قومیں کوئی عبادت کرتی رہی ہیں یہ نتیجہ نکالنا آئندہ بھی وہ کی جائے صحیح نہیں۔ قرآن کریم نے اس اعتراض کے وزن کو قبول کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلی امتوں میں روزہ کا وجود اس کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ تم پر یہ کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ پہلوں پر بھی یہ بوجھ ڈالا گیا تھا۔ پس یہ روزوں کی فضیلت کی دلیل نہیں بلکہ روزوں کی اہمیت کی دلیل ہے۔ روزوں کی فضیلت اور اس کے فوائد پر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں۔ جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ غرض اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو باقی مسلمان دوسری قوموں کے

سامنے ہدف ملامت بنے رہتے عیسائی کہتے یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے تو ہیں ہی نہیں جن سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے جن کے ساتھ روحانی ساکھ بیٹھتی ہے جن کے ذریعہ انسان بدی سے بچتا ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے سینکڑوں سال روزے رکھے لیکن مسلمانوں میں روزے نہیں۔ اسی طرح زرتشی ہندو اور دوسری سب قومیں کہتیں اسلام بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے نہیں ہم روزے رکھتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کو خوش کرتے ہیں غرض ساری دنیا مسلمانوں کے مقابلوں میں آ جاتی اور کہتی مسلمانوں میں روزے کیوں نہیں۔ پس فرمایا اے مسلمانو ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم دشمن کے اعتراضات سے بچ جاؤ اگر اسلام میں روزہ نہ ہوتا یا تم روزے نہ رکھتے تو غیر مذاہب والے تم پر جائز طور پر اعتراض کرتے اور تم ان کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے کیونکہ اتقاء کے معنی ہیں ڈھال بنانا، وقایہ بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس اس آیت کے معنی ہیں کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے ہر خیر کے نقدان سے محفوظ ہو۔ ضعف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ انسان کو کوئی شر پہنچ جائے اور دوسرے یہ کہ کوئی نیکی اس کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ جیسے کسی کو کوئی مار بیٹھے تو یہ بھی ایک شر ہے اور یہ بھی شر ہے کہ کسی کے ماں باپ اس سے ناراض ہو جائیں۔ حالانکہ اگر کسی کے والدین اس سے ناراض ہو کر گھر سے نکل جائیں تو بظاہر اس کا کوئی نقصان نظر نہیں آتا بلکہ ان کے کھانے کا خرچ بچتا ہے لیکن ماں باپ کی رضامندی میں ایک خیر برکت ہے اور جب وہ ناراض ہو جائیں تو انسان ایک خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ اتقاء ان دونوں باتوں پر دلالت کرتا ہے اور متقی وہ ہے جسے ہر قسم کی خیر مل جائے اور وہ ہر قسم کی ذلت اور شر سے محفوظ رہے۔

اس سے آگے پھر شر کا دائرہ بھی ہر کام کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص گاڑی میں سفر کر رہا ہے تو اس کا شر سے محفوظ رہنا یہی ہے کہ اسے کوئی حادثہ پیش نہ آئے اور وہ بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی خیر و شر مراد ہو سکتے ہیں جن کا روزے سے تعلق ہے روزہ ایک دینی مسئلہ ہے بالحاظ صحت انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے پس لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنی ہوئے کہ تم دینی اور دنیاوی شر سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔ یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اُٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہے اور روزہ اس کیلئے بھی بہت مفید ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور زندگی کا احساس ہونے لگتا ہے یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے۔ مگر روحانی لحاظ سے اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

پھر روزے کے ذریعہ دکھوں سے انسان اس طرح بھی بچتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کیلئے تکلیف میں ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کی سزا سے اسے بچا لیتا ہے جب وہ فاقے رہ کر بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کرتا ہے اور ان کا ہلاکت سے بچنا خود اسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے کیونکہ بعض افراد قوم کے بچنے سے آخر ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ رمضان کے دنوں میں کثرت سے صدقہ خیرات کیا کرتے تھے احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ خیرات کیا کرتے تھے درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہیں کی ہیں۔ دوسروں کا انمیں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہیں کو ہے جن کو وہ چیزیں دی گئیں ہیں دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ۔ اور کھلاؤ کیونکہ اس سے دنیا کے تمدن کی بنیاد پیدا ہوتی ہے پھر روزوں کے ذریعہ انسان ہلاکت سے اس طرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزے انسان کے اندر مشقت برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرتے ہیں اور جو لوگ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہوں وہ مشکلات کے آنے پر ہمت نہیں ہارتے بلکہ دلیری سے انکا مقابلہ کرتے اور کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

......پس روزے قوم میں قربانی کی عادت پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت کیلئے بالعموم مومنوں کو گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور تبلیغی جہاد میں کھانے پینے کی تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے غرباء کو تو ایسی تکالیف برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے مگر امراء کو اس کی عادت نہیں ہوتی پس روزوں کے ذریعہ ان کو بھی بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے تا کہ جس دن خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے کہ اے مسلمانو آؤ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو تو وہ سب اکٹھے اٹھ کھڑے ہوں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بغیر کسی قسم کا بوجھ محسوس کئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 72-370)

کلام الامام

رمضان المبارک کی عظمت

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶)

''روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔'' (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

''ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق ادا کرتی ہے اور ہر شئی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اسلئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کیلئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیّت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیّت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کیلئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلّف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اسکی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔'' (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کی
مجالس سوال و جواب سے منتخب

عرفان کے موتی

مجلسِ عرفان منعقدہ ۱۳ر جولائی ۱۹۸۶ء

سوال: ماہِ رمضان میں دورانِ سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت کن حالات میں ہے؟

جواب: فرمایا' حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا ہے۔ آپؑ کے بیانات اور روایات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی جو سہولت دی ہے اس کو قبول نہ کرنا بے ادبی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزے کو ہر حالت میں فرض کر سکتا تھا اور یہ الفاظ استعمال کر سکتا تھا کہ اگر تم سفر کی تکلیف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکو تب تمہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن اگر رکھ سکو تو ضرور رکھو۔ لیکن اس کی بجائے قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں کہ جب تم سفر پر جاؤ تو روزہ نہ رکھو جب تک کہ سفر سے واپس نہ آجاؤ۔ لہٰذا جماعتِ احمدیہ کا یہ نظریہ ہے کہ اگرچہ جسمانی لحاظ سے ہم روزہ رکھنے کے قابل بھی ہوں تب بھی اس حکم کے ادب کی وجہ سے سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

سوال: کیا نمازِ عید مسجد میں ایک سے زیادہ دفعہ ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: فرمایا، عید کی نماز اس طرح فرض نہیں ہے جس طرح دوسری نمازیں فرض ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شامل نہیں ہو سکا تو وہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتا۔ اسی لئے عید کی نماز مسجدوں کی بجائے کھلی جگہ پر پڑھنے کا ارشاد ہے۔ ایک دفعہ جب عید کی نماز پڑھی گئی تو ختم ہوگئی اور قرآن و سُنّت سے بھی یہی ثابت ہے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو قرآن و سنّت کے خلاف ایسا کرتا ہے۔ احمدیت کی تاریخ میں بھی کبھی عید کی نماز دوبارہ نہیں پڑھی گئی۔ آنحضرتؐ کی سنّت کی رُو سے بھی اس کا کوئی جواز نہیں۔ (ہفت روزہ بدر قادیان ۱۶/۲۳ اکتوبر ۱۹۸۶ء)

مجلسِ عرفان منعقدہ ۱۵/۸ر مارچ ۱۹۸۶ء

سوال: کیا Mercy Killing یعنی کسی پر رحم کر کے اس کو مار دینا جائز ہے؟

جواب: اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کو اس کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے مار دیا جائے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ مصنوعی طریقے سے ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی کو لمبا نہ کیا جائے لیکن اس کے علاوہ کسی کی زندگی تکالیف کو وجہ سے یا صرف بیماری سے نجات دلانے کے لئے ختم کرنے کی اسلام میں گنجائش نہیں مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر فالج کا حملہ ہوا ہے اس کا دماغ ختم ہو چکا ہے اور اس کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں لیکن پھر بھی وہ بغیر مشینوں کی مدد کے زندہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کافی دیر زندہ رہے ایسے مریض کو ختم کرنے کا کسی کو حق نہیں لیکن اگر ایسے مریض کو آکسیجن بھی مصنوعی طور پر دی جا رہی ہے اور اس کا خون بھی دل کے بجائے مشین پمپ کر رہی ہے اور اس طرح غذائیت پہنچانے میں بھی مشین کا استعمال ہو رہا ہے اور ڈاکٹروں کو یقین کامل ہے کہ یہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اور مشینوں کی مدد کے بغیر زندگی کا کوئی امکان نہیں تو ایسی زندگی کو

☆ سفر کے دوران روزہ نہ رکھنے کی اجازت کن حالات میں ہے؟
☆ کیا نمازِ عید مسجد میں ایک سے زیادہ دفعہ ادا کی جاسکتی ہے؟
☆ کیا غیر احمدیوں کا یہ عقیدہ درست ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے؟
☆ تناسخ کا عقیدہ کس طرح جاری ہوا؟
☆ اسلام میں حجرِ اسود کی کیا اہمیت ہے؟
☆ خلافتِ احمدیہ کی بقا اور دوام کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے ہیں؟
☆ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان، نجات کے لئے کافی ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا اور قابلِ قبول مذہب صرف اسلام ہے۔ ان دونوں آیات میں کس طرح مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے؟

لمبا کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

سوال: نماز باجماعت میں اگر پہلی دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد نمازی کو سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی حصہ قرآن پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: نماز باجماعت میں مقتدی کی نیت امام کی نیت کے تابع ہوتی ہے اگر چار رکعت نماز میں بعد میں آنے والا شخص آخری دو رکعتوں میں شامل ہوا ہے تو امام کے ساتھ اس کی بھی آخری دو رکعتیں ہی پڑھی جائیں گی اس لئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑا ہو کر پہلی دو رکعتیں پڑھے گا جو اس نے امام کے پیچھے نہیں پڑھیں لہٰذا اُسے سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی حصہ قرآن پڑھنا چاہئے اسی طرح اگر امام عصر کی نماز پڑھ رہا ہے اور مقتدی نماز ظہر سمجھ کر شامل ہوا ہے تو مقتدی کی بھی عصر کی ہی نماز ہوگی کیونکہ امام کی نیت ہی مقتدی کی نیت سمجھی جائے گی۔

سوال: کیا غیر احمدیوں کا یہ اعتقاد درست ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

جواب: حقیقت میں آنحضرت صلعم نے اپنی پوری زندگی میں ایک دفعہ بھی اسلام سے مُرتد کی ہونے والے کو سزائے موت نہیں دی اور نہ ہی قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم ملتا ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ مُرتد کی سزا موت ہے اس کے برعکس قرآن کریم نہایت واضح الفاظ میں ایسے لوگوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ایسے لوگ جو پہلے اسلام لاتے ہیں پھر ارتداد اختیار کرتے ہیں پھر دوبارہ اسلام قبول کرتے ہیں اور پھر اسلام سے منحرف ہو جاتے ہیں اگر وہ اس حالت میں توبہ کئے بغیر مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے گا اور اپنی دوزخ میں داخل کرے گا اگر اللہ تعالیٰ کا مرتد ہونے والوں کے متعلق یہ حکم ہوتا کہ فوری طور پر مار دیا جائے جس طرح ان علماء کا ایمان ہے کہ تین دن کی مہلت دی جائے تو قرآن کریم ان کے دوبارہ اسلام لا کر مرتد ہونے کا ذکر نہیں کرتا اور نہ ہی دوزخ میں ڈال کر سزا دینے کا تذکرہ کرتا اس لئے ایسے ظالمانہ اور بھیانک فعل کو آنحضرت صلعم سے منسوب کرنا رحمۃ للعالمین پر بہتانِ عظیم ہے اس صُورت حال کے برعکس قرآن کریم بے شمار مقامات پر ایسے واقعات بیان کرتا ہے جن میں گزشتہ انبیاء کرام اور اُن کے پیروکار صرف اس لئے ستائے گئے کہ ان کے مخالفین کو آج کے ملاں کی طرح یقین تھا کہ وہ لوگ اپنے دین سے گمراہ ہو گئے ہیں اور ان کے نزدیک بھی مُرتد کی سزا موت تھی اس لئے وہ ایمان لانے والوں کو اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑنے پر موت یا وطن سے نکل جانے کی دھمکی دیتے تھے۔ یہ سلوک جو مخالفین بلا استثناء تمام انبیاء کے ساتھ یکے بعد دیگرے کرتے رہے ہیں اور جس کی قرآن کریم نے متعدد بار مذمت کی ہے یہ عقل کے دشمن اور جہالت کے دلدادہ لوگ اُس نبی کی طرف منسوب کر رہے ہیں جو تمام نبیوں سے افضل تھا۔ آنحضرت صلعم کی زندگی میں وقوع پذیر ہونے والا کوئی ایسا واقعہ مُلّا ثبوت کے طور پر پیش نہیں کر سکتے حالانکہ تمام جھوٹے مدعیان نبوت آپ کی زندگی میں ہی دعوٰی نبوّت کر چکے تھے آپؐ نے اپنی زندگی میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ آپ کی زندگی کا سب سے آخری حکم شام کی شمالی سرحد پر رومن فوج کے مقابلہ پر فوج بھجوانے کا تھا اس طرف سے مایوس ہو کر یہ علماء حضرت ابو بکرؓ کی اس فوجی مہم کو بطور ثبوت پیش کرتے ہیں جو انہوں نے باغی قبائل کی سرکوبی کے لئے بھجوائی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوج اس لئے نہیں بھجوائی تھی کہ انہوں نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا بلکہ اس لئے بھجوائی تھی کہ انہوں نے اسلامی حکومت کے خلاف نہ صرف بغاوت کی بلکہ مدینہ کے اردگرد بسنے والے بعض طاقتور قبائل مسیلمہ کذّاب کے ساتھ مل کر مدینہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے اور مسلمان تقریباً انہی حالات میں سے گزر رہے تھے جو جنگِ احزاب کے وقت مسلمانوں کی تھی وہ دشمنوں کے نرغے میں چاروں طرف سے گھِر گئے تھے اور خطرہ اتنا شدید تھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ جیسے لوگوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ شام کی سرحد سے مسلمانوں کا جو لشکر حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں روانہ ہو رہا ہے اس کی روانگی فی الحال دریں حالات ملتوی کر دینی چاہئے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت صلعم کا آخری حکم منسوخ کر دینے سے انکار کر دیا اور اس طرح مدینہ میں بہت کم لوگ رہ گئے تھے جو باغیوں کے مقابلہ پر گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بحالتِ مجبوری جنگ کا حکم دیا کیونکہ باغی مدینہ کی طرف بڑھ رہے تھے اس وقت حضرت ابو بکرؓ نے جو ہدایات اپنی فوج کو دیں وہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں نہ معلوم ملاں ان کو کیوں نظر انداز کر جاتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں فتح نصیب ہو تو جس بستی سے اذان کی آواز آئے یا جن کی مسجدوں کا رُخ ہمارے قبلہ کی طرف ہو ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے کسی عورت یا بچے پر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے جو بھی ہمارا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اس کو کچھ نہ کہو لیکن آجکل کے علماء یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کی مسجدیں اگر قبلہ رُخ ہیں تو ان کو مارو جب تک کہ وہ اپنے رُخ نہ بدل لیں جو اذان دیتے ہیں ان کو قتل کرو یہاں تک کہ وہ اذان دینا بند کر دیں اور کلمہ پڑھنے والوں کو مارو جب تک وہ کلمہ پڑھنا بند نہ کر دیں اور اس تمام کارروائی کو وہ صدیقیت

کانام دیتے ہیں۔ان لوگوں کی بے باکی ملاحظہ ہو کہ صدیقیت کے نام پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قول وفعل کے بالکل الٹ عمل کر رہے ہیں۔

(ماخوذ از ہفت بدر قادیان ۱۲ رجون ۱۹۸۶ء)

سوال: تناسخ کا عقیدہ کس طرح جاری ہوا؟

جواب: فرمایا کہ تناسخ کا عقیدہ کسی نہ کسی طرح تقریباً تمام دُنیا کے لوگوں میں پایا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا تعلق ان لوگوں سے جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں جاری رہے۔ حیاۃ الآخرہ کا عقیدہ بھی تمام مذاہب میں موجود ہے۔ انسان کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ اس دُنیا کے بعد ایک اور زندگی ہے اس کی صورت کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ ہندوؤں نے اس کو تناسخ کی شکل دی ہے جو غلط ہے۔

سوال: اسلام میں حجرِ اسود کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: فرمایا کہ مجھ پہ اکثر سوال کیا جاتا ہے کیونکہ لوگ اس پتھر کے بارہ میں جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا اور کیوں اس کا اسقدر احترام کیا جاتا ہے نیز اسے بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ حجرِ اسود کے متعلق آنحضرتؐ کی ایک حدیث ہے کہ جب پہلی بار اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا گیا تو یہ پتھر آسمان سے بھجوایا گیا تھا اور اس وقت یہ پتھر سنگِ مرمر کی طرح سفید تھا لیکن زمین کی حدود میں داخل ہونے کے دوران زمین کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا فرمایا مَیں نے اس حدیث پر کافی غور خوض کیا ہے اور مَیں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ جب اس سرزمین پر خُدائے واحد کی پرستش کے لئے پہلا گھر بنایا جانے لگا تو اس علاقے میں یہ پتھر Meteorites کی بارش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد سے اُتارے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خلاء سے جب کوئی چیز زمین کی حدود میں داخل ہوتی ہے تو High Friction کی وجہ سے وہ داخل ہوتے وقت جلتی ہے اس لئے یہ ممکن ہے کہ زمین کی حدود میں داخل ہونے سے پیشتر پتھر کا رنگ سفید ہو اور اس طرح آنحضرتؐ کی حدیث درحقیقت معنوی لحاظ سے اپنے الفاظ سے مطابقت رکھتی ہو لیکن اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نے تمثیلی زبان استعمال کی ہو کیونکہ جب ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں تو ان میں ایک قسم کی سادگی اور پاکیزگی ہوتی ہے جن کو سفیدی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے لیکن آہستہ آہستہ لوگوں کے دل کثیف اور گندے ہونے کی وجہ سے ان کی عبادت میں خلوص نہیں رہتا۔ میرے خیال مین اس حدیث میں لفظی اور تمثیلی دونوں معنے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ اس پتھر کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے تو یہ صرف محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے خاص لمحات ضرور آجاتے ہیں جب اُس کو اپنے پیار کی کوئی نشانی دیکھ کر بے اختیار اس دوست کی یاد آجاتی ہے۔ ایسے اوقات میں وہ چیز بہت پیاری لگتی ہے اور انسان اس کو بے اختیار بوسہ دے دیتا ہے۔ اب اس بوسہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس انسان نے اس چیز کی پرستش شروع کر دی ہے بلکہ اس کا مطلب صرف اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ خاص چیز آپ کو اس عزیز کی یاد دلا رہی ہے۔ اگر وہ پتھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پروگرام کے تحت آسمان سے بھجوایا ہے تا کہ وہ دُنیا میں بننے والی پہلی عبادت گاہ میں استعمال ہو تو یہ حقیقت اس پتھر کو ہمارے لئے بہت عزیز کر دیتی ہے۔ اس پتھر کو بوسہ دینا فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

(ماخوذ از ہفت روزہ بدر ۸ رمئی ۱۹۸۶ء)

مجلس عرفان ۲۰ رجون ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل لندن

سوال: بعض یورپین کہتے ہیں کہ تمہارا مذہب تو اچھا ہے لیکن یہ ایشین مذہب ہے اس لئے ہم اسے اختیار نہیں کر سکتے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: فرمایا کہ دراصل سوال کرنے والے صاحب یہاں مذہب کو کلچر سے ملا رہے ہیں جو اُصولاً غلط ہے۔ مذہب کا مقابلہ مذہب سے کرنا چاہئے۔ اس لحاظ سے تو عیسائیت بھی مشرقی ہے۔ مذہب کے لئے جگہ کی کوئی قید نہیں۔ کوئی مذہب مشرقی یا مغربی نہیں ہوتا اور اسلام کا تو دعویٰ ہی عالمگیر مذہب ہونے کا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اسلام کے متعلق اعلان کرتا ہے کہ اسلام کا نُور نہ مشرق سے متعلق ہے اور نہ مغرب سے لا شرقیۃ و لا غربیۃ نیز اسلام کے پیروکاروں کو امۃً وسطاً قرار دے کر اسلام کو وسطی مذہب کہا ہے۔ پس اس مذہب کو جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی ہے بلکہ عالمگیر ہونے کا اعلان کر رہا ہے کس طرح مشرقی مذہب قرار دے کر رَدّ کیا جا سکتا ہے؟ اسلام میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک عالمگیر مذہب میں ہونی چاہئے۔ لہٰذا اس کا تعلق کسی خاص علاقے یا زمانے سے نہیں ہے۔

سوال: اگر قرآن کریم میں سب علوم موجود ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کسی مسئلے کا جواب قرآن کریم، حدیث اور سنت سے نہ ملے تو "فقہ حنفیہ" پر عمل کر لیا کرو۔

جواب: فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس تحریر میں جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ فرماتے

ہیں ''اگر تم کسی مسئلے کا حل تلاش نہ کرسکو تو پھر......'' یہاں پر لفظ ''سکو'' قابلِ غور اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس لفظ کی موجودگی میں یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ اس خاص مسئلے کا حل قرآن کریم میں موجود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ڈھونڈنے والا اس کو تلاش نہ کرسکے تو پھر فقہ حنفیہ پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ بڑے بڑے عالم بھی قرآن کریم سے پوری آگاہی رکھنے کے باوجود بعض اوقات کسی خاص معاملے میں صحیح رہنمائی حاصل نہیں کرسکتے۔ جب تک اللہ تعالیٰ اُن کو وہ خاص نقطہ نہ سمجھائے وہ سمجھ نہیں سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انسان تلاش کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اس نقطے کو پالے۔ اس مقام پر حضرت مسیح موعودؑ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں ہر قسم کے مسائل کا حل موجود ہے لیکن اگر کوئی شخص باوجود کوشش بسیار کے تلاش نہ کرسکے تو پھر فقہ حنفی پر عمل کرے۔

مجلس عرفان ۲۷؍جون ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل لندن

سوال: خلافتِ احمدیہ کی بقا اور دوام کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے ہیں؟

جواب: فرمایا جہاں تک جماعتِ احمدیہ کی خلافت کا تعلق ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دیدی تھی کہ آپ کی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ فرمایا یہ اسی طرح ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک قائم ہے۔ یہ سوال اس وقت زیر بحث نہیں کہ وہ خلافتِ حقہ تھی یا نہیں لیکن بہر حال جاری ہے۔ اس کے برعکس حضرت مسیح موعودؑ کو ہزار سال تک خلافتِ صالح جاری رہنے کی خدا تعالیٰ نے بشارت دی اور آپ کو ایک ہزار سال کا مجدّد قرار دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے بعد زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک روز مرّہ کے مسائل کا تعلق ہے، خلیفۂ وقت ان کو بخوبی حل کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس فتنے سے آگاہی اور نبٹنے کے مکمل وسائل رکھتا ہے جو خلافتِ احمدیہ کے مستقبل کے لئے باعثِ خطرہ ہوسکتے ہیں۔

فرمایا' جماعتِ احمدیہ خدا کے فضل سے ایک منظم جماعت ہے اور ہم دعویٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی یا اس سے بہتر جماعت موجود نہیں خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی۔ جماعتِ احمدیہ کی کوئی بھی شاخ خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی اس طرح سے منظم ہے کہ ہر حصہ اپنے اپنے طور پر سرگرمِ عمل ہے۔

ہمارا نظام انتخاب جمہوری ہے جو کہ تمام دنیا میں کام کررہا ہے اور کوئی بھی شخص اپنے متعلق غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا نہیں کرسکتا بلکہ وہ کسی بھی قسم کا پراپیگنڈہ نہ تو کرتا ہے اور نہ ہی اُسے اِس بات کی اجازت دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جو شخص کسی عہدے کے لئے چنا جاتا ہے وہ اپنا نام بھی خود پیش نہیں کرسکتا۔ اس کے ساتھ ہی اس نظام کا نگران نظامِ خلافت ہے۔ اگر کسی جگہ انتخابات میں کوئی خرابی پیدا ہوجائے تو خلافت کے نمائندے اس بات کا دھیان رکھتے ہیں کہ کسی قسم کا نقصان پہنچنے سے پیشتر اس حصے کو الگ کردیا جائے جو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمدہ اور اعلیٰ نظام ہے کہ جس میں نظامِ خلافت اللہ تعالیٰ کا خادم بن کر جمہوری خیالات کی نگرانی کرتا ہے۔

فرمایا' اس سے پیشتر اسلام میں بھی ایسے کسی نظام کی مثال نہیں ملتی۔ یہ دنیا میں اپنی قسم کا واحد نظام ہے۔ اسی لئے حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی مصلح موعود قرار دیدیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کوئی شخص ایسا شاندار نظام قائم کرنے کے قابل نہیں ہوا جو نہایت درجہ متوازن ہو۔ اس نظام میں اُوپر سے لیکر نیچے تک کوئی نہ کوئی آنکھ اس کی نگرانی کررہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نائیجیریا کے دُور دراز علاقہ میں بھی واقعہ ہونے والی معمولی سے معمولی بات بھی خلیفۂ وقت سے چھپی نہیں رہ سکتی اور پیشتر اس کے کہ کوئی شرارت سَر اُٹھاسکے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا قلع قمع کردیا جاتا ہے اور یہ کام بہت مؤثر انداز سے کیا جاتا ہے۔ فرمایا' یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو کہ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی کام ہی نہیں ہورہا لیکن فی الحقیقت بڑے بڑے امور سرانجام پارہے ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ وہی نظام زیادہ مؤثر ہوتا ہے جسمیں کسی قسم کا شور شرابہ نہ ہو اور آرام سے سب کام ہوتے چلے جائیں۔ جس طرح قرآن کریم میں آتا ہے ''ثم استوٰی علی العرش'' کہ اللہ تعالیٰ تمام دُنیا کو منظم کرکے اور ایک سرکل چلا کر اب اپنے تخت پر بیٹھ کر صرف نگرانی کررہا ہے اور دیکھنے میں یُوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام دُنیا کا نظام خود بخود کام کررہا ہے اور یہی سبق خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ایک ایسی تنظیم ہے جو اسی قسم کے نظام کی مالک ہے۔

مجلس عرفان ۴؍جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ

سوال: قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان، نجات کے لئے کافی ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا اور قابلِ قبول مذہب صرف اسلام ہے۔ ان دونوں آیات میں کس طرح مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے؟

جواب: فرمایا' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ من اٰمن

ہیں ''اگر تم کسی مسئلے کا حل تلاش نہ کر سکو تو پھر......'' یہاں پر لفظ ''سکو'' قابلِ غور اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس لفظ کی موجودگی میں یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ اس خاص مسئلے کا حل قرآن کریم میں موجود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ڈھونڈنے والا اس کو تلاش نہ کر سکے تو پھر فقہ حنفیہ پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ بڑے بڑے عالم بھی قرآن کریم سے پوری آگاہی رکھنے کے باوجود بعض اوقات کسی خاص معاملے میں صحیح رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اللہ تعالیٰ اُن کو وہ خاص نقطہ نہ سمجھائے وہ سمجھ نہیں سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انسان تلاش کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اس نقطے کو پالے۔ اس مقام پر حضرت مسیح موعودؑ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں ہر قسم کے مسائل کا حل موجود ہے لیکن اگر کوئی شخص باوجود کوشش بسیار کے تلاش نہ کر سکے تو پھر فقہ حنفی پر عمل کرے۔

مجلس عرفان ۲۷؍جون ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل لندن

سوال: خلافتِ احمدیہ کی بقا اور دوام کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے ہیں؟

جواب: فرمایا جہاں تک جماعتِ احمدیہ کی خلافت کا تعلق ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ آپ کی خلافت تا قیامت جاری رہے گی۔ فرمایا یہ اسی طرح ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک قائم ہے۔ یہ سوال اس وقت زیرِ بحث نہیں کہ وہ خلافتِ حقہ تھی یا نہیں لیکن بہرحال جاری ہے۔ اس کے برعکس حضرت مسیح موعودؑ کو ہزار سال تک خلافتِ صالح جاری رہنے کی خُدا تعالیٰ نے بشارت دی اور آپ کو ایک ہزار سال کا مجدد قرار دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے بعد زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک روزمرّہ کے مسائل کا تعلق ہے، خلیفۂ وقت ان کو بخوبی حل کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس فتنے سے آگاہی اور نبٹنے کے مکمل وسائل رکھتا ہے جو خلافتِ احمدیہ کے مستقبل کے لئے باعثِ خطرہ ہو سکتے ہیں۔

فرمایا' جماعتِ احمدیہ خدا کے فضل سے ایک منظّم جماعت ہے اور ہم دعویٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی یا اس سے بہتر جماعت موجود نہیں خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی۔ جماعتِ احمدیہ کی کوئی بھی شاخ خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی اس طرح سے منظّم ہے کہ ہر حصہ اپنے اپنے طور پر سرگرمِ عمل ہے۔

ہمارا نظام انتخاب جمہوری ہے جو کہ تمام دنیا میں کام کر رہا ہے اور کوئی بھی شخص اپنے متعلق غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا نہیں کر سکتا بلکہ وہ کسی بھی قسم کا پراپیگنڈہ نہ تو کرتا ہے اور نہ ہی اُسے اِس بات کی اجازت دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جو شخص کسی عہدے کے لئے چنا جاتا ہے وہ اپنا نام بھی خود پیش نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی اس نظام کا نگران نظامِ خلافت ہے۔ اگر کسی جگہ انتخابات میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو خلافت کے نمائندے اس بات کا دھیان رکھتے ہیں کہ کسی قسم کا نقصان پہنچنے سے پیشتر اس حصّے کو الگ کر دیا جائے جو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمدہ اور اعلیٰ نظام ہے کہ جس میں نظامِ خلافت اللہ تعالیٰ کا خادم بن کر جمہوری خیالات کی نگرانی کرتا ہے۔

فرمایا' اس سے پیشتر اسلام میں بھی ایسے کسی نظام کی مثال نہیں ملتی۔ یہ دنیا میں اپنی قسم کا واحد نظام ہے۔ اسی لئے حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی مصلح موعود قرار دیدیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کوئی شخص ایسا شاندار نظام قائم کرنے کے قابل نہیں ہوا جو نہایت درجہ متوازن ہو۔ اس نظام میں اُوپر سے لیکر نیچے تک کوئی نہ کوئی آنکھ اس کی نگرانی کر رہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نائیجیریا کے دُور دراز علاقہ میں بھی واقعہ ہونے والی معمولی سے معمولی بات بھی خلیفۂ وقت سے چھپی نہیں رہ سکتی اور پیشتر اس کے کہ کوئی شرارت سر اُٹھا سکے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے اور یہ کام بہت مؤثر انداز سے کیا جاتا ہے۔ فرمایا' یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو کہ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی کام ہی نہیں ہو رہا لیکن فی الحقیقت بڑے بڑے امور سرانجام پا رہے ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ وہی نظام زیادہ مؤثر ہوتا ہے جسمیں کسی قسم کا شور شرابہ نہ ہو اور آرام سے سب کام ہوتے چلے جائیں۔ جس طرح قرآن کریم میں آتا ہے ''ثم استوی علی العرش'' کہ اللہ تعالیٰ تمام دُنیا کو منظّم کر کے اور ایک سرکل چلا کر اب اپنے تخت پر بیٹھ کر صرف نگرانی کر رہا ہے اور دیکھنے میں یُوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام دُنیا کا نظام خود بخود کام کر رہا ہے اور یہی سبق خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ایک ایسی تنظیم ہے جو اسی قسم کے نظام کی مالک ہے۔

مجلس عرفان ۴؍جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ

سوال: قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان، نجات کے لئے کافی ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا اور قابلِ قبول مذہب صرف اسلام ہے۔ ان دونوں آیات میں کس طرح مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے؟

جواب: فرمایا' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ من اٰمن

باللہ ...... یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے ان کا تعلق خواہ کسی مذہب سے ہو ایسے لوگوں کو کسی قسم کا ڈر نہیں ہونا چاہئے اور نہ اُنہیں کوئی غم ہوگا۔ کیونکہ سچائی کسی کی میراث نہیں۔ حتیٰ کہ ان مذاہب کے پیروکار بھی جن کے خلاف اسلام جنگ کر رہا ہے اگر سچے دل سے اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تو ان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کریم انَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام اور ومن يبتغ غير الاسلام دينًا فلن يقبل منهٗ کے اعلانات کرتا ہے۔ پہلے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانیت کا مذہب صرف اسلام ہے اور دوسرے کا یہ کہ جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اَور مذہب کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اس کا ایمان اللہ تعالیٰ رڈ کر دے گا اور قبول نہیں کرے گا۔ قرآن کریم کے ان دونوں بیانوں میں بظاہر جو تضاد نظر آتا ہے وہ صرف قرآن کریم کی تعلیم اور طرز بیان سے ناواقفیت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کی فلاسفی کے مطابق تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم ایک ہے اور تمام مذاہب کے بنیادی امور ایکدوسرے سے لازمی طور پر مطابقت رکھتے ہیں۔ سب سے پہلا اور اہم اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور خواہ اس کا طریقہ کچھ بھی ہو۔ دوسرا انسانوں سے ایماندارانہ اور منصفانہ سلوک کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ یعنی دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی بجائے ان کے حقوق دیں اور اپنے حقوق وصول کریں۔ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم میں مندرجہ بالا تعلیم مشترک ہے۔ قرآن کریم کے مطابق مختلف مذاہب میں، مختلف اوقات میں، مختلف تعلیمات لوگوں کو دی گئی ہیں، اور پھر یہ تعلیمات اسوقت تک منسوخ یا تبدیل نہیں کی گئیں جب تک کہ مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے ایک واقعہ نہ ہوئی ہے۔

۱۔ پُرانی تعلیم کی اصلاح کر کے اس کو نئی شکل میں پیش کیا گیا ہو۔
۲۔ اُس سے بہتر تعلیم دے کر پہلی تعلیم کو بالکل منسوخ کر دیا ہو۔

مثال کے طور پر حضرت آدمؑ کو جو تعلیم دی گئی وہ وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے بگڑ گئی۔ بگڑے ہوئے نظریات اس میں داخل ہوتے گئے حتی کہ مذہب کا نام تو وہی رہا لیکن اس کی شکل بگڑ کر کچھ سے کچھ ہوگئی۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھیج کر اس کی اصلاح کرتا ہے جو پُرانی تعلیم کو نہ منسوخ کرتا ہے اور نہ بالکل نئی تعلیم لاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ مذہب میں فلاں فلاں تبدیلی انسانی ہاتھوں نے کی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اصل تعلیم مجھے الہاماً بتائی ہے اور اس طرح وہ مذہب ایک دفعہ پھر صحیح ہوجاتا ہے۔ یہ تو ہوئی ایک صورت لیکن اس کے علاوہ ایک دوسری صورتحال پیدا ہوتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن اس قدر ترقی کر لیتا ہے کہ پُرانی تعلیم اِن کے لئے موزوں نہیں رہتی۔ لوگ ذہنی طور پر زیادہ باشعور ہو جاتے ہیں۔ نیز وقت کے ساتھ ساتھ نئے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں جن کا حل پُرانے مذاہب میں موجود نہیں ہوتا۔ غرض یہ کہ پُرانی تعلیم کسی بچے کے اُن کپڑوں کی طرح ہو جاتی ہے جو عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ اس صورتحال میں اللہ تعالیٰ وقت کی مناسبت سے نئی نئی تعلیم بھجواتا رہا۔ یہاں تک کہ انسان پر ایک ایسا وقت آگیا کہ وہ ذہنی طور پر بالغ ہوگیا اور جس طرح جسم جوان ہونے کے بعد بار بار کپڑوں کا سائز بدلنا نہیں پڑتا۔ اس طرح ذہنی بلوغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل نئی اور مکمل تعلیم دے کر تمام بنی نوع انسان کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کا اعلان کر دیا۔ وہ نئی تعلیم جہاں ہر لحاظ سے مکمل ہے وہاں اس میں تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم موجود ہے اور اس کا نام اللہ تعالیٰ نے اسلام رکھا ہے۔ جس شخص تک اسلام کی تعلیم پہنچ جائے اور وہ پھر بھی پُرانی تعلیم پر اصرار کرے، اُس شخص سے زیادہ بیوقوف انسان کون ہوگا۔ فرمایا، فرض کریں کہ ایک ہزار سال قبل پہلے جو سڑک مانچسٹر اور لندن کو ملاتی تھی، بہرحال وہ ایک سڑک تھی اور اسمیں وہ تمام خصوصیات تھیں جو ایک سڑک میں ہونی چاہئیں۔ وہ سڑک اپنے وقت کی تمام ضروریات پوری کرتی رہی ہے اور وقتاً فوقتاً اس کی مرمت بھی ہوتی رہی ہے اب جبکہ زمانہ ترقی کر گیا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ موٹروے تیار ہو چکے ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد ان پر سفر کر رہی ہے ایسے وقت میں فرض کریں کہ ہزار سال پرانی سڑک اب بھی موجود ہے اور کسی شخص کو صرف اسی سڑک کا علم ہے وہ اسی سڑک پر سفر شروع کر دیتا ہے۔ خطرات تو بہرحال ہوں گے لیکن ممکن ہے کہ وہ شخص اس پر چلتے چلتے ایک روز منزل مقصود پر پہنچ جائے لہٰذا اگر کسی انسان کے پاس اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور وہ اپنے پُرانے مذہب پر ایمانداری سے قائم ہے۔ خدا پر ایمان رکھتا ہے اور اعمالِ صالحہ بجالاتا ہے۔ لوگوں سے نیک سلوک کرتا ہے۔ قرآن کریم کا پہلا اعلان، ایسے شخص ہی کے لئے ہے۔ لیکن جو ذہنی طور پر بالغ ہے، سمجھدار ہے، اس کا ذہنی توازن بھی صحیح ہے۔ اگر ایسا شخص اسلام کی تعلیم کو جانتے بوجھتے رڈ کر دیتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بھی رڈ کر دے گا۔ پس قرآن کریم کا دوسرا اعلان اس قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک بنیادی اور نہایت ہی اہم اعلان یہ بھی ہے کہ

لا يكلف الله نفسًا الّا وسعها لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت ...... اللہ تعالیٰ ہر انسان سے اس کی عقل اور بساط کے مطابق معاملہ کرے گا۔ (ماخوذ از ہفت روزہ بدر قادیان ۲ نومبر ۱۹۸۶ء)

قسط دوم

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
بحیثیت سلطان القلم

از: مکرم صدیق اشرف علی صاحب

قرآن کریم کی عظمت

قرآن کریم کی عظمت لوگوں پر ظاہر کرنے اور قرآنی معارف بیان کرنے میں خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ امت محمدیہ میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ آپ فرماتے ہیں:

''براہینِ احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر۔۔ جاری کئے ہیں۔۔ اُس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔۔۔ یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔۔

میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر اس بات کو جانتا ہوں کہ دنیا کی مشکلات کے لئے میری دعائیں قبول ہوسکتی ہیں دوسروں کی ہرگز نہیں ہوسکتیں اور جو دینی اور قرآنی معارف وحقائق اور اسرار معہ لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آوے تو مجھے غالب پاوے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا دیکھو میں صاف صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اے مسلمانو! تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسر اور محدث کہلاتے ہیں اور قرآن کے معارف اور حقائق جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقراء کہلاتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کراتے ہیں۔ اُٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر لاؤ پس اگر میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شانیں یعنی شانِ عیسوی اور شانِ محمدی مجھ میں جمع ہیں اگر میں وہ نہیں ہوں۔ جس میں یہ دونوں شانیں جمع ہوں گی اور ذوالبروزین ہوگا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤں گا ورنہ غالب آجاؤں گا۔'' (روحانی خزائن جلد۴ بحوالہ ایام الصلح ص406-407)

پھر فرمایا: ''میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔

اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔'' (اربعین ۵۱ اور ۵۲)

ایسا ہی آپ فرماتے ہیں:

''میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوش حالی ہے وہ بجز قرآن کریم کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا لوگ دیکھیں۔ جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے۔ خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ص185-184)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کی قسم میں نے اس کے (یعنی قرآن کریم) ظاہر باطن اوپر نیچے اس کے ہر ہر لفظ کو نور ہی نور پایا۔ گویا روحانی باغ ہے جو پھلوں کے خوشوں سے لدا ہوا ہے۔ اور اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس پر سعادت کے پھل موجود ہیں۔ ان انعامات کو کسی اور طریق سے پا ہی نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کی قسم اگر قرآن مجید کی یہ محبت مجھے عطا نہ ہوتی تو میری زندگی بے لطف ہوتی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

خدا تعالیٰ نے مجھے اس نعمت کا وافر حصہ عطا فرمایا اور مجھے مجذوبین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ میں جواں ہوا تو میں نے جس دروازے کے کھلنے کے لئے دعا کی خدا تعالیٰ نے وہ کھول دیا۔ اور جو نعمت طلب کی اس نے مجھے عطا فرمائی اور جس دعا کے لئے ابتہال اختیار کیا خدا تعالیٰ نے وہ

دعا قبول فرمائی یہ سب افضال مجھے محبت قرآن اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل ہوئے۔ اے خدا اُس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر آسمانی ستاروں اور زمین کے ذرات کی تعداد میں سلام پہنچا۔ یہ دونوں محبتیں جو میری فطرت میں تھیں۔ ان کی بناء پر شروع سے خدا تعالیٰ کی معیت میرے شامل حال رہی۔

(خودنوشت سوانح عربی ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام ص 545-547)

اقوام میں صلح کی بنیاد ڈالنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قوموں کے درمیان باہمی رواداری اور صلح اور محبت کی فضاء قائم کرنے کے لئے بہت کام کیا۔ اور خود بھی اپنی زندگی میں نہایت اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ جس کی مثال اور موجودہ زمانہ میں ہرگز پیش کیا نہیں جاسکتا۔ آپ کے شدید معاند بھی آپ کی مذہبی رواداری کے دل سے قائل تھے اور آپ کے اس اعلیٰ خلق کی وجہ سے آپ نہایت احترام سے پیش آتے تھے۔ سلطان القلم نے اس اہم موضوع پر اپنی مختلف کتابوں میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اپنی وفات سے چند روز قبل ''پیغام صلح'' کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر فرمائی۔ آج ہندوستان میں صلح اور آشتی کی بات کرنے والے بہت ہیں۔ فرقہ وارانہ فساد کے نقصانات سے تنگ آکر سبھی اس کی ضرورت محسوس کررہے ہیں۔ ہر سمجھ دار آدمی چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان بخوبی جان گیا ہے کہ ہمارے ملک کی سلامتی اور اس کی اقتصادی ترقی اور ملک کی خوشحالی اور دوسرے سبھی مسائل کے حل کے لئے ضروری ہے کہ ملک میں مذہبی رواداری کو قائم کیا جائے۔ مگر یہ سب آواز تلخ تجربوں کے بعد سنائی دے رہی ہے۔ مگر آج سے ایک سو سال پہلے جب مرزا صاحب نے صلح کی آواز بلند کی تو اس میں کسی دنیاوی اغراض کی ملونی شامل نہیں تھی۔ کسی سیاسی مقصد کا حصول آپ کا مقصد نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے محض انسانی ہمدردی کے پیشِ نظر اس پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ بنی نوع سے سچا پیار اور محبت کے نتیجہ میں آپ نے چاہا لوگ آپس میں صلح سے رہیں بطور نمونہ صرف چند ایک اقتباس آپ کی تحریرات میں سے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔'' (روحانی خزائن ص 439 پیغام صلح)

''یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہ ہوسکتیں وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہوسکتیں وہ اتفاق سے حل ہوسکتی ہیں۔ پس ایک عقل مند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔

''ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کردیں گے۔'' (443)

''یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے کہ جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔''

''پیار و صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں آؤ ہم معاہدہ کے ذریعہ ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں۔'' (456)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زریں اصول کو دنیا کے سامنے پیش کیا کہ باہمی صلح کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم ہر قوم کے بزرگوں نبیوں اور اوتاروں کی عزت کریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں بلکہ خدا نے کسی قوم اور ملک کو فراموش نہیں کیا۔ (445)

''جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں جن کا نام شری کرشن ہے۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔'' (445)

''ایسا ہی اس آخری زمانہ میں۔۔۔ باوا نانک صاحب ہیں جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زدعام ہے۔'' (ص 445)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو نہایت مکروہ جانتے ہیں کہ کسی قوم کے بزرگوں کی توہین کی جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں نہایت نیک نیتی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن قوموں نے یہ عادت اختیار کر رکھی ہے۔۔۔ کہ دوسری قوموں کے نبیوں کو بدگوئی اور دشنام دہی کے ساتھ یاد کریں۔ وہ نہ صرف۔۔۔ خدا کے گنہگار ہیں۔ بلکہ وہ اس گنہ کے بھی مرتکب ہیں کہ بنی نوع میں نفاق اور دشمنی کا بیج بوتے ہیں۔ آپ دل تھام کر اس بات کا مجھے جواب دیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے یا اس کی ماں پر کوئی تہمت لگادے تو کیا وہ اپنے باپ کی عزت پر آپ حملہ نہیں کرتا۔'' (460)

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں۔۔۔ سکھلایا ہے کہ۔۔ تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو۔ کہ وہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے۔ کیوں کہ وہ اس خدا کو نہیں جانتے۔ (ایضاً)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مقالہ خصوصی

مفتوح اقوام سے حسن سلوک

محترم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر

ساسانی ایمپائر نے جو اپنے زمانہ کی دو زبردست طاقتوں میں سے تھی کمزور اہل عرب پر حملہ کیا اور بالآخر شکست کھائی اس ایمپائر کے مختلف حصے مختلف اوقات میں فتح ہوئے اور ان سے جو سلوک کیا گیا اس کی جھلک ان دستاویزات میں ملتی ہے جو فتح کے بعد مسلمان فاتحین سالاروں کی طرف سے تحریر میں آئیں۔

حذیفہ بن یمان کی تحریر

یہ وہ تحریر ہے جو حذیفہ بن یمان ماہ دینار کے باشندوں کو دیتے ہیں وہ ان کو ان کی جانوں پر اموال پر اراضی پر امان دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کو تبدیل نہیں کیا جائیگا۔ اور ان کی مذہبی رسوم میں اور ان کے درمیان روک نہیں ڈالی جائے گی۔ اور ان کی حفاظت کی جائے گی جب تک وہ مسلمان والی کو سالانہ جزیہ ادا کرتے رہیں جو بالغ پر اس کی حسب طاقت ہوگا اور جب تک وہ مسافر کی رہنمائی کرتے رہیں سڑکیں ٹھیک رکھیں اور ان کے علاقہ سے گزرنے والی مسلمان فوج کی ایک دن رات کی میزبانی کریں اور خیر خواہ رہیں۔ اگر وہ دھوکا دہی سے کام لیں یا اس مصالحت کی خلاف ورزی کریں تو ہماری ذمہ واری ان سے ہٹ جائیگی۔ گواہ شد فعقاع۔ نعیم بن مقرن، سوید بن مقرن۔

(طبری جلد سوم)

نعیم بن مقرن کی تحریر

نعیم بن مقرن نے شہر رے کے باشندوں کو جو تحریر دی اس کا ترجمہ یہ ہے:-

وہ باشندگان رے کو اور باہر کے باشندوں کو جو ان کے ساتھ ہی امان دیتے ہیں اس شرط پر کہ بالغ سالانہ حسب طاقت جزیہ دے اور یہ کہ وہ خیر خواہی کریں راستہ بتائیں اور خیانت و دھوکہ بازی نہ کریں اور ایک دن رات مسلمانوں کی میزبانی کریں اور ان کی تعظیم کریں جو مسلمانوں کو گالی دے گا وہ سزا پائے گا اور جو اس پر حملہ کرے گا مستوجب قتل ہوگا۔

تحریر ہو کر گواہی ڈالی گئی۔

(طبری جزء ثالث)

سوید بن مقرن کی تحریر

سوید بن مقرن یہ تحریر اہل قومس کو دیتے ہیں کہ انہیں امان ہے ان کے نفوس پر انکے اموال پر انکے مذاہب پر اس شرط پر کہ وہ جزیہ ہاتھ سے ادا کریں جو ہر بالغ پر اس کی حسب طاقت ہے اور اس شرط پر کہ وہ خیر خواہی کریں اور دھوکہ نہ دیں اور راستہ بتائیں اور مسلمانوں کی ایک رات دن کی میزبانی ان کے ذمہ ہے مگر وہ اپنا اوسط کھانا کھلائینگے اور اگر وہ اس معاہدہ کی تحقیر کریں اور اس کو بدل دیں تو ہماری ذمہ داری ختم۔ لکھ کر گواہی ڈالی گئی۔ (طبری جزء ثالث)

سوید بن مقرن کی دوسری تحریر

یہ تحریر ہے جو سوید بن مقرن نے مرزبان صول، اہل دھستان اور تمام اہل جرجان کو دی ہے۔

تم پر ذمہ داری ہوگی اور ہم پر تمہاری حفاظت کرنا اس شرط پر کہ تم ہر سال جزیہ ادا کرو جو ہر بالغ پر اس کی حسب طاقت ہوگا۔

ہم اگر تم سے کسی سے کام لیں گے تو اس سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ ان کے لئے امان ہے ان کے نفوس کے لئے ان کے اموال کے لئے۔ ان کے مذہب کے لئے۔ ان کی شرائع کے لئے۔ اس میں کچھ رد و بدل نہ کیا جائے گا۔ یہ امان اس صورت میں برقرار رہے گی کہ وہ جزیہ دیں۔ مسافر کو راستہ بتائیں۔ خیر خواہ رہیں۔ مسلمانوں کی مہمان نوازی کریں اور کوئی دھوکا فریب ان سے صادر نہ ہو۔ جو شخص باہر کا ان میں آکر رہے اس پر بھی

یہ امان وارد ہوگی اور جوان میں سے باہر جانا چاہے تو وہ امن میں ہوگا حتی کہ اپنے امن کی جگہ میں پہنچ جائے جو مسلمان کو سب وشتم کرے وہ سزا پائے گا اور جو اس پر حملہ کرے مستوجب قتل ہوگا۔

گواہ شد سوال بن قطبہ۔ ھند بن عمرو۔ سماک بن مخرمہ۔ عتیبہ النھاس۔ (طبری جزء ثالث)

سوید بن مقرن کی تیسری تحریر

یہ تحریر ہے جو سوید بن مقرن نے فرخان کو دی جو طبرستان اور جیل جیلان سے متعلق ہے تمہیں خدائی امان کے ساتھ امان دی جاتی ہے اس شرط پر کہ تم اپنے علاقہ کے چوروں اور اپنے علاقہ کے سرحدی کناروں پر رہنے والے لوگوں کی روک تھام کرو اور ہمارے کسی باغی کو اپنے علاقہ میں پناہ نہ دو اور اپنے علاقہ کی زمین کے مالیہ سے 5 لاکھ درہم اپنی نواح کے والی کو دو اگر تم ایسا کرتے رہو تو ہمیں حق نہ ہوگا کہ تمہارے علاقہ پر حملہ کریں یا تمہاری اجازت کے بغیر وہاں داخل ہوں اور جب ہم تمہاری اجازت سے تمہارے علاقہ سے گزریں تو ہمارے لئے راستہ پر امن ہوگا اور اسی طرح ہمارا راستہ تمہارے لئے۔

تم ہمارے باغیوں کو پناہ نہ دو گے اور نہ ہمارا کوئی دشمن اپنے علاقہ میں رکھو گے نہ ہی بدعہدی کرو گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہمارے درمیان کوئی عہد نہیں۔

گواہ شد سواد بن قطبہ، ھند بن عمرو، سماک بن مخرمہ، سماک بن عبید عتیبہ بن النھاس۔

عتبہ بن فرقد کی تحریر

یہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے عامل عقبہ بن فرقد آذربائیجان کے باشندوں کو دیتے ہیں۔ آذربائیجان کے میدانی علاقہ اور پہاڑی علاقہ اور سرحدی اور کناروں کے علاقہ کے رہنے والوں اور تمام مذاہب والوں کے لئے تحریر ہے۔

ان سب کو امان ہے ان کے نفوس کے لئے۔ ان کے اموال کے لئے۔ ان کے مذاہب کے لئے۔ ان کی شریعتوں کے لئے۔ اس شرط پر کہ وہ جزیہ ادا کریں اپنی طاقت کے مطابق یہ جزیہ نہ بچے پر ہے نہ عورت پر نہ لمبے بیمار پر جس کے پاس مال نہیں۔ نہ اس عابد گوشہ نشین پر جس کے پاس کچھ مال نہیں اور یہاں کے باشندوں کیلئے بھی ہے اور ان کے لئے بھی جو باہر سے آکر ان کے ساتھ آباد ہو۔ ان کے ذمہ اسلامی لشکر کی ایک دن رات کی مہمان نوازی ہے اور اس کو راستہ بتانا ہے۔ اگر کسی سے کوئی فوجی خدمت لی جائے گی تو اس سے جزیہ ساقط کر دیا جائے گا۔ جو یہاں قیام کرے اس کے لئے یہ شرائط ہیں اور جو یہاں سے باہر جانا چاہے وہ امن میں ہے حتی کہ اپنے امن کے مقام پر چلا جائے۔

یہ تحریر جندب نے لکھی اور اس کے گواہ بکیر بن عبداللہ اور سماک بن خرشہ ہیں۔ (طبری جزء ثالث)

ایک دفعہ آذربائیجان کے ایک حصہ کے لوگوں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنگ کا علم بلند کیا۔ حضرت حذیفہؓ شہر اردبیل پہنچے جہاں کے رئیس نے جس کے سپرد ٹیکس جمع کرنے کا کام تھا لشکر مسلمانوں کے خلاف جمع کر رکھا تھا۔ چند دن کی لڑائی کے بعد بالآخر اس رئیس نے اس شرط پر صلح کر لی کہ:-

کسی کو قتل نہیں کیا جائیگا نہ ہی کوئی گرفتار کیا جائے گا۔ کوئی آتش کدہ نہ گرایا جائیگا اور کسی قسم کی مذہبی رسوم یا تہوار کے موقع پر ان کے مظاہروں اور رقص وغیرہ میں کوئی دخل اندازی نہ کی جائے گی۔ اہل آذربائیجان جزیہ ادا کریں گے۔ (فتوح البلدان بلاذری)

سراقہ بن عمرو کی تحریر

یہ وہ تحریر ہے جو امیر المومنین عمر بن خطاب کے گورنر سراقہ بن عمرو نے شہر براز اور آرمینیا اور ارمن کے باشندوں کو دی ہے۔

وہ انہیں امان دیتے ہیں ان کی جانوں پر اموال پر اور مذاہب پر کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

وہ حملہ کی صورت میں فوجی خدمت سرانجام دیں گے اور ہر اہم کام میں جب حاکم مناسب سمجھے مدد دینگے اور جزیہ ان پر نہ لگایا جائے گا بلکہ فوجی خدمت جزیہ کے بدلہ میں ہوگی مگر جو فوجی خدمت نہ دیں ان پر اہل آذربائیجان کی طرح جزیہ ہے اور راستہ بتانا ہے؟ اور پورے ایک دن کی میزبانی ہے لیکن اگر ان سے فوجی خدمت لی جائے گی تو جزیہ نہ لگایا جائے گا اور اگر فوجی خدمت نہ لی جائے گی تو جزیہ لگایا جائے گا۔

گواہ شد عبدالرحمان ربیعہ، سلمان بن ربیعہ، بکیر بن عبداللہ۔ یہ تحریر مرضی بن مقرن نے لکھی اور وہ بھی گواہ ہیں۔

(طبری جزء ثالث)

بکیر بن عبداللہ کی تحریر

یہ وہ تحریر ہے جو بکیر بن عبداللہ نے کہستان قبج میں اہل موقان کو دی ہے ان کو امان ہے ان کے جانوں پر ان کے مالوں پر انکے مذہب پر ان کے شریعتوں پر اس شرط پر کہ جزیہ دیں جو ہر بالغ پر ایک دینار یا اسکی قیمت ہے اور خیر خواہی کریں اور مسلمان کو راستہ دکھائیں اور ایک دن رات میزبانی کریں۔ ان کیلئے یہ امان ہوگی جب تک وہ اس عہد نامہ پر قائم رہیں اور خیر خواہ رہیں اور ہمارے ذمہ ان سے وفاداری ہے واللہ المستعان لیکن اگر وہ اس عہد کو ترک کردیں اور کوئی فریب ان سے سرزد ہو تو انکی امان باقی نہ ہوگی مگر یہ کہ وہ دھوکا کرنے والوں کو حکومت کے سپرد کردیں۔ ورنہ وہ بھی ان کے شریک سمجھے جائیں گے۔

گواہ شد شماخ بن صرار۔ رساس بن جنادب۔

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

داستانِ درویشی بزبان درویش

......از محترم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش' قادیان

محترم ایڈیٹر صاحب ماہنامہ مشکوٰۃ کے ارشاد کی تعمیل میں ذاتی تعارف، درویشی کی سعادت، درویشی کے دور میں پیش آنے والے واقعات، جماعتی خدمات، اولاد کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم وغیرہ پر مشتمل حالات کا ذکر تحریر کئے جانے کے ارشاد کی تعمیل میں مختصر طور پر تحریر خدمت ہے کہ (آج کل خاکسار ذہنی طور پر کسی قدر معذور ہے، اکثر بھول جانے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ دعا کی درخواست ہے۔) بہرحال مختصر طور پر اپنے بچپن کے حالات سے لے کر اب تک جس قدر بھی واقعات گزرے ہیں ان کا ذکر مختصر طور پر درج ذیل ہے۔

خاکسار کے تین بھائی اور ایک بہن تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کے سب صاحبِ اولاد ہیں بلکہ اولاد در اولاد ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ (جبکہ خاکسار دس بارہ سال کا تھا اور غالبًا تیسری جماعت میں پڑھتا تھا) پانچ چھ ماہ مسلسل بیمار رہنے کی وجہ سے وفات پا گئیں اُن دنوں خاکسار کے والد صاحب محترم جو کہ پشاور پاکستان کے کسی علاقہ میں (غالبًا لنڈی کوتل تھا) ملازم تھے۔ والدہ صاحبہ محترمہ کی بیماری کی وجہ سے ملازمت چھوڑ کر گھر واپس آگئے۔ والدہ محترمہ کی لمبی بیماری اور والد صاحب کے گھر آنے کی وجہ سے گھر کے حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے۔ خاکسار کے تایازاد بھائیوں نے اُس موقع پر والد صاحب مرحوم اور ہم تین بھائیوں اور ایک بہن کی بہت زیادہ مدد فرمائی۔ چار پانچ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا (اُس وقت یعنی چار پانچ سال کا عرصہ گزرنے تک خاکسار ساتویں جماعت میں تھا اور خاکسار کے تایا زاد بڑے بھائی چوہدری عبدالغفور صاحب اپنے پاس لے گئے تھے۔ ہاں ایک اور امر کا ذکر کرنا بھول گیا ہوں۔ ہماری دادی محترمہ میرے والد صاحب مرحوم کے پاس رہتی تھیں۔ دادی محترمہ کی اولاد چھ لڑکوں اور تین لڑکیوں پر مشتمل تھی۔ وہ کافی عمر کی تھیں۔ والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد ہم چار بہن بھائیوں کی پرورش دادی صاحبہ مرحومہ ہی کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود میں چھوٹی عمر کا تھا۔ دادی صاحبہ مرحومہ کے ساتھ مل کر گھر کے جملہ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب خاکسار نے ساتویں کلاس پاس کر لی اور محترم برادرم عبدالستار صاحب مرحوم نے میٹرک پاس کر لیا۔ بھائی صاحب مرحوم نے کسی جگہ ملازمت اختیار کر لی اور خاکسار کو خاکسار کے تایا زاد بھائی چوہدری عبدالغفور صاحب مرحوم اپنے پاس بہاؤنگر گجرات کاٹھیاواڑ میں لے گئے۔ جہاں پر اڑھائی تین سال کا عرصہ بصورت ملازمت گزارا۔ بہاؤنگر میں اکثر بخار میں مبتلا رہنے کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ چھ ماہ کا عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بخار سے نجات بخشی۔ الحمد للہ۔ اُس کے تقریبًا اڑھائی تین ماہ تک سیالکوٹ چھاؤنی میں لیبر سپلائی کا کام کیا۔ پھر خاکسار کے تایا زاد بھائی چوہدری محمود احمد صاحب نے جو کہ دہلی میں تھے اپنے پاس بلا لیا۔ چونکہ خاکسار کسی قدر تاخیر سے دہلی پہنچا تھا جس کام پر کام کرنے کے لئے برادرم محمود احمد نے بلایا تھا وہ اسامی کسی اور نے پُر کر دی۔ قریبًا تین چار ماہ تک تایا زاد بھائی کے سہارے پر گزارے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ محکمہ ایم.ای.ایس. میں ملازمت مل گئی جہاں پر واٹر سپلائی فٹنگ کا کام کرنا پڑا۔ خاکسار کے تایا زاد بھائی محمود احمد صاحب مرحوم دہلی سے واپس آگئے۔ چار پانچ سال تک دہلی میں قیام کے بعد خاکسار بھی دہلی سے واپس

آ گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۴۷ء کا ہے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے حفاظتِ مرکز کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک ہوئی۔ غالباً ماہِ ستمبر کا مہینہ تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عاجز بندہ کو بھی لبیک کہنے کی سعادت عطا فرمائی۔ خاکسار کے تایا محترم حکیم اللہ دتہ صاحب مرحوم جو کہ ہمارے آبائی گاؤں درگاں والی ضلع سیالکوٹ میں رہتے تھے اور امیر جماعت تھے خاکسار کو حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے مطلع فرماتے ہوئے حفاظت مرکز کی خدمت میں شریک ہونے کی تحریک فرمائی الحمدللہ تبارک وتعالیٰ محض اپنے فضل سے اپنے اس عاجز بندے کو اس تحریک پر لبیک کہنے کی سعادت بخشی۔ ۵ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو اللہ تعالیٰ اس مبارک بستی قادیان دارالمسیح میں لے آیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اس وقت صرف ۱۵ یوم کے لئے مع دیگر ۱۵، ۱۶ نوجوانوں کے یہاں آیا تھا۔ ۱۵ روز کے بعد باقی افراد واپس چلے گئے لیکن خاکسار نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ ابتداء میں قادیان میں مختلف جگہوں پر حفاظت مرکز کے طور پر ڈیوٹیاں لگتی رہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ سیالکوٹ چھاؤنی میں لیبر سپلائی کرنے کا بھی موقع ملا تھا گو سیالکوٹ چھاؤنی میں جہاں پر خاکسار نے لیبر سپلائی کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا۔ وہاں پر دیگر تعمیر کے علاوہ واٹر سپلائی کی فِٹنگ کا بھی کام ہوتا تھا۔ خاکسار نے اس موقع پر واٹر سپلائی کی فٹنگ میں لیبر سپلائی کی تھی۔ گو خاکسار نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے فٹنگ کا کام تو نہیں کیا تھا لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کروانے کی صلاحیت حاصل ہوگئی۔

جب اللہ تعالیٰ نے قادیان میں حفاظت مرکز کے طور پر قادیان آنے کی سعادت نصیب فرمائی اس موقع پر صیغہ تعمیرات میں فٹنگ وغیرہ کا کام کروانے کی مکمل سعادت عطا فرمائی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قریباً ۴ سال تک بطور کارِ خاص دفتر امور عامہ میں کام کرنے کا موقع فراہم فرمایا۔ اس دوران خاکسار اور محترم محمد یوسف صاحب گجراتی مرحوم کو پرنٹنگ پریس کا کام سکھلانے کے لئے مرکز کی طرف سے ربوہ پاکستان بھجوایا گیا۔ واپسی پر قریباً نو دس سال تک فضل عمر پریس میں کام کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس پریس میں کام کرتے ہوئے خاکسار کا بازو بھی کٹ گیا۔ پھر صیغہ تعمیرات میں خدمات بجالانے کی سعادت پائی۔ ۱۹۸۶ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد بطور خاص فضل عمر پریس میں مزید ۶ سال (یعنی ۱۹۹۲ء تک) خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ ۱۹۴۸ء میں خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم جو کہ اس زمانہ میں وقف زندگی کے طور پر غالباً جموں میں کام کرتے تھے قادیان آگئے۔ قریباً دو سال کے عرصہ کے بعد ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنی زوجہ محترمہ (یہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی دوسری بیوی تھیں)۔ مبارکہ بیگم صاحبہ کو مع بچوں کے قادیان بلا لیا اُن کے ساتھ ہی محترم ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی (جو کہ اُس وقت زندہ تھیں) اُن کی بڑی بیٹی کو اپنے پاس قادیان بلوالیا۔ ۱۹۵۲ء میں ہم دونوں کی شادی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے اہلیہ جن کا نام سلیمہ اختر ہے، زندہ ہیں۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تعلیم یافتہ تھیں۔ یہاں قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ ایک لمبے عرصہ تک لجنہ اماء اللہ کی بطور صدر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اُن کے ساتھ (خاکسار کی اہلیہ صاحبہ) اُن کی بیٹی سلیمہ اختر کو بھی سلسلہ کی مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اور اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدمت کی مختلف رنگ میں توفیق مل رہی ہے۔

محترمہ سلیمہ اختر صاحبہ سے شادی کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے بطن سے تین لڑکوں اور تین لڑکیوں کی نعمت سے سرفراز کیا۔ الحمدللہ۔ لڑکوں میں سے دو لڑکے عزیزم عبدالعزیز اختر اور عبدالمجید اختر قادیان میں مقیم ہیں اور منجھلہ بیٹا عزیزم عبدالکریم اختر لندن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تینوں مختلف رنگ میں کاروبار کرتے ہیں۔ عزیزم عبدالعزیز اختر کو اللہ تعالیٰ

نے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا ہے۔ان کی اہلیہ کا نام نسیم اختر ہے۔اس وقت بطور صدر حلقہ مبارک کے خدمت انجام دے رہی ہیں۔عزیزم عبدالعزیز اختر اس وقت بطور ڈاکٹر ہومیو پیتھک کے کام کر رہے ہیں۔اپنا کلنک کھول رکھا ہے۔عزیز موصوف نے خاکسار کے رہائشی مکان میں ہی ایک طرف مزید رہائشی حصہ اپنے خرچ پر تعمیر کیا ہے۔دوسرا بیٹا عزیزم عبدالکریم اختر لندن میں ٹیکنیکل کام کرتا ہے۔اُس کی بیوی سے دو بیٹے ہیں۔چند دن ہوئے اطلاع ملی تھی انہوں نے وہاں جگہ خرید کر اپنا مکان بنا لیا ہے۔اس کی بیوی ملازم ہے۔کسی کالج یا سکول میں تعلیم دینے کا کام کرتی ہیں۔

خاکسار کا تیسرا بیٹا عزیزم عبدالجید اختر ہے۔اُس نے بی۔اے۔کے علاوہ کمپیوٹر کا کورس بھی کیا ہے۔کمپیوٹر مشین بھی خرید کر رکھی تھی۔فی الحال کمپیوٹر کا کام سیکھنے کے لئے طلباء نہیں ملے اور نہ ہی مناسب رنگ میں کام مل رہا ہے۔کمپیوٹر کا کام کرنے کی غرض سے جو کمرہ رہائشی مکان میں تعمیر کیا ہے اُس میں مختصر رنگ میں مختلف اشیاء جو کہ عموماً روزمرّہ کے گھریلو اخراجات میں کام آتے ہیں،ڈال رکھی ہیں۔بہر حال جس غرض کے لئے یہ کمرہ تعمیر کیا گیا ہے اُس غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔آمین

لڑکیوں میں بڑی لڑکی لندن میں سردار نصیر احمد صاحب کی اہلیہ ہیں۔دوسری لڑکی سردار لئیق احمد صاحب آف ربوہ کی اہلیہ ہیں۔تیسری لڑکی چوہدری محمد انجم صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔اوران کا قیام کراچی میں ہے۔تینوں بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صاحب اولاد ہیں۔

(بڑی بیٹی کا نام نافعہ نصیر، دوسری بیٹی کا نام صالحہ لئیق اور تیسری بیٹی کا نام راشدہ انجم ہے۔)

خاکسار دو تین سال سے مختلف عوارض میں مبتلا چلا آرہا ہے۔خاص طور پر بھول جانے کی تکلیف ہوگئی ہے۔اس کی وجہ سے جسمانی طور پر بھی کافی کمزوری ہوگئی ہے۔خوراک بہت زیادہ کم ہوگئی ہے۔دوائیوں میں دونوں قسم کی دوائیں استعمال کروائی جارہی ہیں۔(یعنی انگریزی اور ہومیو پیتھی کی ادویات استعمال کروائی جارہی ہیں)اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ صبح اور شام دونوں وقتوں میں باہر سیر کرنے کے لئے موقع فراہم کرا دیتا ہے۔
الحمدللہ ثم الحمدللہ

اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا یہ احسان بھی اس عاجز پر رہا ہے کہ سکول ٹائم میں سکول میں والی بال اور کبڈی کھیلنے کا موقع ملتا رہا۔سکول ٹائیم کے علاوہ دو تین قریبی گاؤں کے نوجوانوں کے ہمراہ شہر کی ٹیموں سے کبڈی کھیلنے کا موقع ملتا رہا۔

جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ(تقسیم ملک سے قبل)اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ قادیان آنے کی سعادت حاصل ہوئی۔اسی دوران مختلف جگہوں پر ڈیوٹیاں لگتی رہیں۔اس دوران مقامی پولیس کی زیادتیوں کا شکار ہونا پڑا۔خاص طور پر موضع سٹھیالی میں پولیس نے(ہندو سپاہیوں نے)جسمانی سزائیں دیں۔قادیان کے ارد گرد قریبی گاؤں میں ڈیوٹیاں لگتی رہیں۔خصوصاً موضع سٹھیالی میں کئی دن تک ڈیوٹی دی گئیں۔پھر موضع کھارا میں بھی اور بعض اور گاؤں میں بھی ڈیوٹیاں دی گئیں۔(جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ آجکل ذہنی طور پر بھول جانے کی تکلیف ہوگئی ہے۔اکثر حالات ذہن میں نہیں آرہے۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

اس پر اکتفا کرتے ہوئے(کیونکہ اس وقت سابقہ حالات کو یاد کرنے کے لئے ذہن پر زور دینے کی وجہ سے جسمانی طور پر(خاص طور پر پٹھوں وغیرہ پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔پٹھوں میں درد بھی ہو جاتی ہے۔ان مجبوریوں کی وجہ سے مزید حالات کو لکھنے سے معذور ہوں۔خصوصی دعاؤں کی درخواست کے ساتھ الوداع چاہتا ہوں۔

خدا حافظ فی امان اللہ

جس تن لاگے، ہسو تن جانے

......از ڈاکٹر سلطان احمد ہاری پاری گام (کشمیر)

حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ☆ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ☆

(المؤمنون ۱۰۰-۱۰۱)

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے اے میرے ربّ! مجھے لوٹا دے۔شاید کہ میں اچھے کام کروں اُس (دنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ اور اُن کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دن تک کہ وہ اُٹھائے جائیں گے۔

کشمیری میں ایک مُحاورہ ہے ''اکِس دزان داڑھی بناکھ ڈشہ ناوآن اَتھ'' اس کا مطلب ہے ایک شخص کی داڑھی جلتی ہے دوسرا اس سے ہاتھ گرم کرتا ہے۔ یہ محاورہ اُن موقعوں پر استعمال ہوتا ہے جب کسی شخص کے نقصان کا کوئی دوسرا غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کسی کی تکلیف سے دوسرے کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب کسی کی بےعزتی پر دوسرا تالیاں بجاتا ہے۔ درد کیا ہوتا ہے پریشانی کیا ہوتی ہے اور اِن چیزوں کی وجہ سے کسی کے دِل دماغ میں جو کہرام مچتا ہے یہ تو وہی جانے جس کو ان کا سامنا ہو۔ کسی دوسرے کو اس کا احساس کیسے ہوگا۔ اسی لئے کہتے ہیں ''جس تن لاگے سوتن جانے''

زندگی کی اس بھاگ دوڑ میں میرے اور آپ کے ساتھ کروڑوں لوگ شامل ہیں۔ اس جدوجہد میں آپ کو کتنی خوشیاں ملیں اور کتنی مشکلات کا سامنا ہوا یہ صرف آپ جانیں۔ میں خود کن خوشگوار اور سنگین مراحل سے گذر گیا یہ میں جانوں۔ بہر حال یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ ہر کسی کی اپنی ایک علیحدہ دنیا ہوتی ہے۔ اپنے خواب اپنی خوشیاں اپنے غم ہوتے ہیں۔ سوچنے سمجھنے اور کام کرنے کا اپنا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ ہر کوئی زندگی کو اپنے ڈھنگ سے جینے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی ایک رائے قائم کرلیتا ہے۔ جوں جوں زندگی کا سفر کٹتا ہے ایک انسان اُتار چڑھاؤ دیکھتا ہے۔ ہر پل اور ہر دن کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے تجربات حاصل ہوتے ہیں۔ ایک شعور پیدا ہوتا ہے اور آخر پر ہر کسی کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس زندگی کو ڈھنگ سے کس طرح جینا چاہئے تھا لیکن وقت تب تک بہت آگے نکل گیا ہوتا ہے۔ یہ خواہش بار بار دل و دماغ میں کروٹیں لیتی ہے کہ کاش! یہ زندگی مجھے دوسرا موقع دے تو میں اس کو اچھی طرح سے جی لوں۔ یہی حسرت دل میں لے کر انسان مر جاتا ہے۔ مرنے کے بعد اس دنیا میں واپس آنے کی خواہش شدت اختیار کرے گی۔ ایسا بھلا کبھی ہوسکتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان واپس دنیا میں آئے یا بوڑھا آدمی پھر جوان ہو جائے! یہ تو صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ ایسی آرزو کرنا ہی بیکار ہے۔ البتہ اُن لوگوں کے لئے جن کو زندگی کے کئی مراحل ابھی طے کرنا باقی ہیں ان کے لئے ایک نہایت ہی کارآمد بات ہے وہ یہ کہ بزرگ لوگوں کے تجربات، نصائح اور مشوروں سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ کوئی بھی انسان جب مر جاتا ہے وہ اس دنیا میں اپنی ایک کہانی چھوڑ کر جاتا ہے جیسے سورج ڈوب کر شفق چھوڑتا ہے۔ ان کہانیوں پر اگر غور کیا جائے تو یہ زندگی کو ڈھنگ سے جینے کے لئے مشعل راہ ثابت ہونگی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیوں ان باتوں کو اہمیت نہیں دیتے اور انہیں خاطر میں نہیں لاتے۔ جب تک زندگی کی تلخ حقیقتوں کا سامنا نہ ہو تب تک بزرگ لوگوں کے خیالات و تجربات فرسودہ نظر آتے ہیں۔

زندگی کی باریکیوں کے بارے میں سوچنا ہمیشہ سے ہی میرا مشغلہ رہا ہے اب تک کی اپنی 37 سالہ زندگی میں بہت کچھ سیکھا۔ گھر میں قرآن و حدیث کا تھوڑا بہت علم حاصل ہوا۔ اللہ کے فضل سے دین کے ساتھ ساتھ دنیا سے بھی واقفیت حاصل ہوئی۔ میرا اپنا پیشہ ہی یہی ہے کہ جو بھی سیکھوں اس کی جانکاری دوسروں کو دیتا رہوں۔ یہ اور بات ہے کہ

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم میں سے اکثر لوگ تجربوں، مشوروں اور نصائح سے استفادہ کرنے والے کیوں نہیں ہوتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ ہے جھوٹ اور انا پرستی۔ لوگ نیک نیتی اور صاف گوئی سے کام نہیں لیتے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام والا معاملہ ہے۔لوگوں کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور ہوتا ہے۔جھوٹ چھوٹے بولیں یا بڑے یہ تو ایک بُری بات ہے۔چھوٹے اگر کوئی غلطی کر بیٹھیں تو اسے نادانی کہتے ہیں۔بُزرگ جب کوئی غلطی کریں تو اس کو عقل کا سٹھیا جانا بولتے ہیں۔بزرگ تو وقار اور عزت کی نشانی ہوتے ہیں گھر کے چراغ کی مانند ہوتے ہیں۔یہ لوگ جھوٹ بولیں یا غلطی کریں تو سمجھو اُس گھر اور سماج کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔جھوٹ اگر ایک دفعہ بولا جائے تو یہ سلسلہ خود بخود دراز ہو جاتا ہے۔اور آخر پر لوگوں کی باتیں پہلے قابل یقین اور پھر قابل توجہ ہی نہیں رہتیں اور پھر باہمی اعتماد اور بھروسہ ختم ہو جاتا ہے۔ایسے میں کون کسی کی بات پر عمل کرے۔معاشرہ خراب ہو گیا ہے یہ تو ہر کوئی کہے گا لیکن کروڑوں کی بھیڑ میں پوچھو تو ہر کوئی اپنے آپ کو بے گناہ و معصوم سمجھتا ہے۔معاشرہ تو انسانوں سے وجود میں آتا ہے۔اسلئے جب انسان کسی خرابی کا شکار ہو جائیں تب جا کر معاشرے میں خرابی پیدا ہوگی۔حقیقت میں اکثر لوگ یہاں بے ضابطگیوں کا شکار ہیں۔لوگ اپنے لئے فائدے دوسروں کی قیمت پر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ایسا بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے کہ کوئی اپنی بھلائی کے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی بھلا چاہے۔آپ نے Charles Dickens کی Tale of the two cities پڑھی ہوگی۔اس میں ایک کردار Jerry Crunchers نام کا آپ کو یاد ہوگا۔کہ کس طرح رات کو وہ قبرستان میں جا کر مردوں کے تابوت چوری کرتا۔آپ ارد گرد نظر دوڑائیں ایسے ہی کفن چوروں کی بہتات نظر آئے گی جو اپنے مردہ بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔جو زندگی میں کچھ حاصل کرنے کے لئے دوسروں کا حق چھیننے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔دیوارِ چین جس کو بظاہر عظمت کی نشانی سمجھا جاتا ہے اصل میں ظلم و جبر کی عکاسی کرتا ہے جو اُن ہزاروں لاچار اور غریب لوگوں پر ہوا جو اس کے بنانے کے دوران حد سے زیادہ محنت و مشقت سے مر گئے اور اسی میں دب کر رہ گئے۔ایسے ہی بے بسوں اور کمزوروں کی زندگیوں کو داؤ پر لگا کر لوگ اپنے مکروہ سپنوں کے محل تیار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔اپنے فائدہ کے لئے اور اپنے اموال کو بہترین رنگ میں پیش کرنے کے لئے لوگ اکثر سچائی کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔مان لیا یہ انسانی فطرت ہے لیکن ایسا اگر دوسروں کی قیمت پر کیا جائے تو یہ صرف خباثت ہے۔مثال کے طور پر والدین عام طور پر اپنے بچوں کے رشتوں کے لئے فکرمند رہتے ہیں لیکن بہت سے کم ظرف اور کم عقل لوگ ایسے بھی ہیں جن کو صرف اپنے بچے ہی نیک اور لائق نظر آتے ہیں جبکہ دوسروں کی بیٹیاں دوسروں کے بیٹے اُن کو بدکردار اور کم درجہ دکھائی دیتے ہیں۔کتنے بد دماغ اور بے وقوف ہیں یہ لوگ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر یہ کھلے عام اسطرح کی رائے زنی کرتے ہیں دوسرے لوگوں کے پاس بھی اس سے زیادہ رائے زنی کرنے کا حق محفوظ رہتا ہے۔

اسطرح جو لوگ دوسروں کے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں وہ اصل میں اپنے لئے پریشانیوں کے سامان پیدا کرتے ہیں کیونکہ انسانی کمزوریاں ایک جیسی ہی ہوتی ہیں۔اسلئے اگر خود عزت و سکون سے رہنا چاہتے ہو اور اپنوں کے لئے اس دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو دوسروں سے جینے کا حق اور سامان مت چھینو۔دوسروں کے جذبات کی قدر کرنا سیکھو۔اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو بہترین زندگی عطا کی ہے تو اس کا شکر کرنا سیکھو۔محض زبان سے شکر بجالانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔شکر گذار اس طرح بنو کہ دوسروں کے لئے بھی بہترین زندگی کے خواہشمند رہو۔خود کے ساتھ ساتھ دوسروں کے امن و امان کے لئے بھی راستہ ڈھونڈو۔اگر آپ ایسا بنیں گے تو آپ کے اپنے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔آپ کی روح کو تسکین حاصل ہوگا اور آپ کے چہرے پر رونق پیدا ہوگی۔آپ کی باتوں میں تاثیر ہوگی اور مختلف لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے اور آپ کی باتوں سے استفادہ کریں گے اور آپ کی بھلائی ہی بھلائی چاہیں گے۔

کہتے ہیں جو شخص زمانے کے ساتھ چلتا ہے وہ مرد کہلاتا ہے اور جو رہ جاتا ہے وہ راستے کی گرد ہے جس کو لوگ ٹھوکر مار کر دھوئیں کی طرح اُڑا دیتے ہیں۔صرف اپنے آپ کو ہی عقلمند سمجھنا اوروں کو کمتر اور بیوقوف جان کر نظر انداز کرنا حماقت ہے۔کوئی بھی ہو اگر حق بات کرے تو اس سے قبول کرنا چاہیے۔وہ لوگ جو اپنے آپ کو دانا سمجھتے ہیں وہ ذرا دیکھ تو لیں انہیں نادان اور بظاہر بے وقوف لوگوں سے سیکھنے کو بہت کچھ ملے گا!!!ایک انسان کی پہچان دوسرے انسانوں سے ہی ہے۔انسان ہی انسان کے کام آتے ہیں۔اپنے ہوں یا پرائے اس زندگی کو جینے کے لئے ان پر انحصار کرنا ہی پڑتا ہے

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

جو لوگ اپنی برائیوں کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں وہ بالآخر تنہا پڑ جاتے ہیں۔زندگی خوشی سے جینی ہے تو دوسروں کو اپنے سے بہتر یا کم از کم اپنے جیسا سمجھنا ہی پڑتا ہے البتہ اچھے برے کاموں کی طرح اچھے برے لوگوں کے درمیان تمیز ایک ہی بار کرنی پڑے گی۔بار بار غلطی کریں گے تو

لوگ آپ کو بداخلاق کہیں گے۔ بار بار دھوکا کھائیں گے تو بد دماغ کہلائے جائیں گے۔

میرے دوستو اور میرے پیارے بزرگو! یہ زندگی ہی کچھ ایسی ہے کہ یہاں انسان ہی اپنی آخری سانس تک سیکھتا ہی رہتا ہے۔ کسی ایک غلطی سے یا کسی ایک رُکاوٹ سے زندگی کو ختم نہ سمجھیں۔ جہاں ایک اندھیرا وہیں پر لاکھ ستارے۔ کبھی ہمت نہیں ہارنی چاہئے نہ کبھی دل چھوٹا کرنا چاہئے۔

LIFE IS NOT A HUNDRED YARDS DASH, IT IS MORE THAN A CROSSCOUNTRY RUN دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آپ کے لئے کتنا وسیع بنایا ہے۔ صرف آپ کو عقل سے کام لینا ہے۔ ایسا ایک نادان شخص ہی کہیگا کہ میرا ماضی اور حال تباہ ہوگیا۔ جبکہ عقلمند کہے گا۔ میرا مستقبل تو میرے پاس ہے۔ ایک پتے کی بات ہے کہ زندگی میں جس راستے سے جانا نہ ہو یا جانے کا امکان نہ ہو اس میں دیے جلا کر بیٹھنے سے انسان کی اصل منزل اندھیرے میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس زندگی کے کئی رنگ ہیں صرف ایک رنگ کے پیچھے دوڑ کر اپنی دنیا کو محدود نہ کریں۔ تقدیر کے ساتھ ساتھ تدبیر پر بھی یقین رکھیں۔

میں عمر بھر یہ سوچ کے پتھر بنا رہا
شائد کوئی تراش کے قسمت سنوار دے

یہ کیا سوتے ہیں آپ! اگر خود اپنے آپ کو زندوں میں شامل دیکھنا چاہتے ہو تو اپنی دنیا آپ پیدا کرلو۔ یہ نفسی نفسی کا دور ہے۔ اور تو اور آپ کے اپنے آپ کی پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں۔ آپ کی اپنی دنیا صرف آپ کی وجہ سے ہی ہے کسی دوسرے کی بدولت نہیں۔ اس میں جینے کے سامان وقت ضائع کیے بغیر آپ کو خود پیدا کرنے ہونگے۔ ورنہ۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اس وقت کا کچھ تو اندازہ کرلیا کریں۔ اس حقیقت کو جتنا جلد ہو سکے سمجھنے کی کوشش کریں کہ زندگی میں دوسرا موقع کبھی نہیں ملتا۔ اس لئے ڈھنگ سے جینا سیکھیں ورنہ یہ وقت ایک آندھی کی طرح ہے جو اپنے ساتھ سب کچھ اُڑا کر لے جاتا ہے۔ اور ہمارا حال اُس نادان شترمرغ جیسا ہوتا ہے جو اپنے آپ کو آندھی سے بچانے کے لیے سر ریت میں چھپا لیتا ہے!!!

NAVNEET JEWELLERS
01872-20489(S)
20233,20847(R)
CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All Kinds of rings & "Alaisallah" rings olso sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

RAKESH JEWELLERS
01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)
MAIN BAZAR QADIAN.
For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

منعقدہ 21-20-19 اکتوبر 2002ء

❁ بھارت کے 19 صوبہ جات کی 600 سے زائد مجالس سے 3000 سے زائد خدام واطفال کی نمائندگی ❁ نومبائعین مجالس سے ایک ہزار نومبائعین خدام واطفال کی شرکت ❁ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان، جناب وزیر تعلیم حکومت پنجاب، جناب وزیر صنعت وسیاحت حکومت پنجاب اور حلقہ قادیان کے .M.L.A صاحب کی اجتماع میں شرکت ❁ اجتماع کی خبریں بھارت کے مشہور .T.V چینلوں اور ریڈیو میں نشر اور کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع ہوئیں۔

رپورٹ مرتبہ: صمد احمد غوری منتظم شعبہ رپورٹنگ

قادیان 19 ر اکتوبر 2002...الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 33 واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 24 واں سالانہ اجتماع 21-20-19 اکتوبر 2002ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ گذشتہ سالوں سے اس اجتماع کی حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی چنانچہ اس دفعہ ہندوستان کے 19 صوبوں کی مختلف مجالس سے نمائندگی ہوئی اور مجموعی تعداد 3000 سے زائد تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے امسال نومبائعین کی آمد کے لئے بھی تمام صوبہ جات میں کوشش کی گئی۔ خاص طور پر ان جگہوں سے جہاں نئی مجالس قائم ہوئی ہیں، ایسے خدام کو شرکت کے لئے بلایا گیا جو واپس جا کر مجلس کے کاموں کو فروغ دے سکیں ۔ چنانچہ امسال کے اجتماع میں ایک ہزار سے زائد نومبائعین خدام واطفال بھی شریک ہوئے۔ مساجد گراؤنڈ اور رہائش گاہیں جلسہ سالانہ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔

قیام وطعام کا انتظام

مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے امسال قیام کا انتظام مہمان خانہ کے علاوہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول، جامعہ احمدیہ، جامعۃ المبشرین (Guest Houses)، مکان حضرت امّ طاہرؓ اور دار الضیافت میں کرایا گیا تھا اور گزشتہ سال کی طرح امسال بھی اجتماع کی غیر معمولی حاضری کی وجہ سے خصوصی لنگر کا انتظام کیا گیا۔

افتتاحی تقریب

اگر چہ پروگرام کا آغاز 19 ر اکتوبر سے نماز تہجد اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا سے ہو چکا تھا تا ہم افتتاحی تقریب ٹھیک 9:30 بجے پرچم کشائی کے بعد اجتماع گاہ میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ اس موقع پر قادیان کے .M.L.A جناب ترپت راجندر سنگھ باجوہ بھی خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے اور خدام سے خطاب بھی کیا۔ موصوف نے خدام الاحمدیہ کی بے نظیر یکجہتی اور مستعدی سے بے حد متاثر ہوئے۔ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنی تقریر میں اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لئے بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اپنے روح پرور خطاب میں خدام الاحمدیہ کو بعض اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اطاعت، عاجزی وانکساری اور انابت الی اللہ اور برکات خلافت کے اہم موضوعات پر نہایت ہی مؤثر انداز میں خدام سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Zee اور Doordarshan کے اخباری نمائندوں نے بھی آ کر محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کا انٹرویو لیا

علمی مقابلہ جات:

علمی مقابلہ جات میں خدام واطفال نے تلاوت، نظم، تقریر، اذان، پیغام رسانی، پرچہ ذہانت، کوئز، حفظ قصیدہ وغیرہ میں بہت ہی اچھے رنگ میں حصہ لیا۔ مبلغین ومعلمین کرام نے نومبائعین خدام واطفال کی عمدہ رنگ میں تیاری کروائی تھی۔

اس اجتماع کے قابلِ ذکر امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نومبائعین کی کثیر تعداد کے سبب ان کے علمی مقابلہ جات کے لئے صحن جامعہ احمدیہ

میں الگ اجتماع گاہ بنایا گیا تھا۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بیشتر نو مبائعین خدام واطفال کو علمی مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ اور اس کے مطابق ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے نومبائعین خدام و اطفال کے نتائج مرتب کر کے ان میں تقسیم انعامات کروائی گئی۔ دوسرا اجتماع گاہ جو کہ حسب سابق احمدیہ گراؤنڈ میں بنایا گیا تھا جہاں پرانی مجالس کے خدام واطفال کے علمی مقابلہ جات عمل میں لائے گئے۔ افتتاحی واختتامی و دیگر تربیتی تقریبات کا انعقاد گراؤنڈ میں بنے ہوئے بڑے اجتماع گاہ میں ہی ہوتا رہا۔ ہر دو اجتماع گاہوں میں علمی مقابلہ جات بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے۔

ورزشی مقابلہ جات:

ورزشی مقابلہ جات کے لئے 19 صوبہ جات کی مختلف مجالس سے فٹ بال، والی بال، رسہ کشی، کبڈی، بیڈمنٹن، لانگ جمپ، دوڑ، شاٹ پٹ کی معیاری ٹیمیں اور کھلاڑی آئے جس کی وجہ سے مقابلے بیحد دلچسپ اور نہایت ہی پُرلطف رہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان بھی تینوں روز بڑے ہی شوق سے گراؤنڈ میں تشریف لاتے رہے اور خدام کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی۔

ہر سہ روز کے پروگرام نہایت سازگار موسم میں کامیابی سے انجام پائے۔ تینوں روز مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا۔ 'مجلس خدام الاحمدیہ کا تعارف' 'خلافت کی اہمیت' 'عبادت کی اہمیت' جیسے اہم موضوعات پر علمائے سلسلہ نے درس دیئے۔

صنعتی نمائش:

امسال بھی سال گذشتہ کی طرح ایک صنعتی نمائش منعقد کی گئی جو نہایت دلچسپ اور دیدہ زیب تھی۔ اس نمائش میں قادیان اور باہر کی مجالس کے خدام واطفال کی تیار کردہ اشیاء رکھی گئی تھیں۔ جو خوبصورت دستکاری کا عمدہ نمونہ تھیں۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو انعامات دیئے گئے۔

بعض خصوصی تقریبات:

وزیر تعلیم، پنجاب کی آمد پر ایک خصوصی تقریب

دوسرے دن دوران ورزشی مقابلہ جات جناب خوشحال بہل صاحب وزیر تعلیم پنجاب اور جناب ترپت راجندر سنگھ باجوہ M.L.A. قادیان تشریف لائے اور اسی اثناء میں ایک تقریب زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ جس میں جناب وزیر تعلیم صاحب نے جماعت احمدیہ کی خدمت خلق کے متعلق سنہری تاریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے خدام الاحمدیہ کو -/25,000 روپئے کے تحفہ دینے کا بھی اعلان کیا اور جملہ فٹ بال کھلاڑیوں سے ملاقات کی۔

M.T.A. کی خصوصی تقریب

دوسرے دن اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب زیر صدارت محترم برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر واشاعت منعقد ہوئی اور مہمانان خصوصی محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ بھی Stage پر تشریف فرما تھے۔ جس میں محترم شیراز احمد صاحب آف چینئی نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی کے حالات، واقعات اور تجربات حضور کی ہی زبانی جو حضور نے M.T.A. کے پروگراموں میں بیان فرمائے تھے بڑے ہی حسین پیرائے میں حاضرین اجتماع کے سامنے پیش فرمائے۔

وزیر صاحب سیاحت وصنعت پنجاب کی آمد پر ایک خصوصی تقریب

تیسرے دن ایک اور خصوصی تقریب کا انعقاد زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ہوا۔ جس میں پنجاب کے وزیر سیاحت وصنعت جناب اشونی سیکھڑی صاحب تشریف لائے تھے اور ان کے ہمراہ قادیان کے M.L.A. جناب ترپت راجندر سنگھ باجوہ بھی تھے۔ جناب وزیر سیاحت وصنعت نے اپنی تقریر میں قادیان کے تاریخی تقدس کا اعتراف کیا اور دنیا بھر میں ہو رہی جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے احباب قادیان سے یہ وعدہ کیا کہ اس علاقہ میں Sewerage system لانے کے متعلق سب سے پہلے قادیان ہی کو ترجیح دی جائے گی۔ نیز یہ بھی وعدہ کیا کہ مستقبل قریب میں Railway Line جو قادیان تک ختم ہے اس کو بڑھا کر بیاس تک کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں قادیان کے اصل تقدس اور دنیا کے 177 ممالک میں بسنے والے احمدیوں کا قادیان سے بے پناہ عشق ومحبت کو بیان فرماتے ہوئے جناب وزیر سیاحت صاحب کو ایفائے عہد کی تلقین فرمائی۔

نومبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب

اجتماع کے دوسرے دن شام کو نومبائعین کے اجتماع گاہ میں ایک خصوصی تقریب زیر صدارت محترم صاحبزادہ صاحب منعقد ہوئی۔ اس میں صدر مجلس کے علاوہ محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب و ہریانہ، محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ ہماچل پردیش اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بھی نومبائعین خدام واطفال کے سامنے اپنے قیمتی نصائح پیش فرمائے۔

اس کے علاوہ نومبائعین کے اجتماع گاہ میں اجتماع کے تینوں روز تربیتی تقریبات ہوتی رہیں جن میں محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب و ہریانہ، محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ ہماچل اور محترم مبارک احمد صاحب تقویٰ صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ پنجاب نے تقاریر فرمائیں۔

اختتامی تقریب:

تیسرے دن ٹھیک 5:30 بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس کی صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے فرمائی۔ سب سے پہلے محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدام الاحمدیہ کی طرف خاص نظر کرم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کا اور دیگر معزز ممبران صدر انجمن احمدیہ کا اور اپنے رفقائے کار و دیگر معاونین کرام کا بیحد شکریہ ادا کرتے ہوئے اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اپنے عہدیداران کی دل و جان سے اطاعت کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد صدارتی خطاب ہوا جس میں صاحبزادہ صاحب نے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا چار سالہ سنہری دور کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ کے بعض اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔ نیز فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کا مطلب صرف احمدیت کا خادم نہیں بلکہ اسلام واحمدیت خدمت کا جو معیار پیش کرتی ہے اس تک پہنچنے والے دراصل خدام الاحمدیہ ہیں۔ پھر آپ نے اسلام اور احمدیت کی تاریخ کے آئینہ میں اطاعت، خدمت اور ایثار جیسے اہم مضامین پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محترم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے خطاب کا انگریزی ترجمہ خلاصۃً بیان فرمایا۔ اور اس کے بعد محترم صدر جلسہ نے خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اور واقفین نو کے درمیان انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی دعا کے بعد اجتماع گاہ نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور اس طرح خدام الاحمدیہ کا 33 واں، اطفال الاحمدیہ کا 24 واں اور واقفین نو کا پہلا سالانہ ملکی اجتماع نہایت ہی کامیاب رنگ میں اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کی کامیابی خبریں

جالندھر .T.V، Zee T.V.، Alfa Punjabi T.V. وغیرہ چینلوں میں اجتماع کے پروگرام بہت ہی اچھے رنگ میں دکھائے گئے۔ اسی طرح ریڈیو اور مختلف کثیر الاشاعت اخبارات جیسے ہندسماچار، پنجاب کیسری، دینک ٹریبون، دینک جاگرن، اجیت، The Indian Express، The Tribune وغیرہ میں جلی سرخیوں کے ساتھ اجتماع کی خبریں آئیں۔

مجلس شوریٰ:

اجتماع کے آخری روز مسجد اقصیٰ زیر صدارت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور دوسری نشست میں خدام الاحمدیہ کے مختلف ترقیاتی منصوبوں پر غور خوض کیا گیا۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں صوبائی اور علاقائی قائدین، نگران صاحبان نے بہت اہم رول ادا کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مکرم زین الدین صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و معتمد کو اجتماع کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا تھا موصوف کی نگرانی میں جملہ امور بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے اور خدام نے بہت ہی محنت اور خلوص سے اجتماع کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ یہ اجتماع عالم اسلام واحمدیت کے لئے نہایت ہی کامیاب و بابرکت بنائے اور اس کے دوررس نتائج پیدا فرمائے اور آئندہ اس سے بڑھ کر ہمیں خدمات کی توفیق وسعادت نصیب کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ صوبہ کشمیر کا سولھواں 16 سالانہ اجتماع

☆صوبہ بھر کی ۲۱ مجالس سے ۱۲۰۰ سے زائد نمائندگان کی شرکت، جواب تک کی سب سے زیادہ تعداد ہے☆اجتماع میں محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر، محترم غلام نبی صاحب نیاز رئیس التبلیغ کشمیر، محترم عبدالرّشید صاحب ضیاء نگران مالی امور کشمیر اور محترم وسیم احمد صاحب سیفی قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر کی شمولیت

رپورٹ مرتبہ: مکرم محمد اقبال ڈار، معتمد علاقائی کشمیر

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ صوبہ کشمیر کا سولھواں 16 سالانہ اجتماع ۱۹، ۲۰، ۲۱ جولائی ۲۰۰۲ء (بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار) کو ناصر آباد (کشمیر) میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

۱۹ جولائی کو محترم غلام نبی صاحب نیاز کے خطبہ جمعہ کے بعد ٹھیک ۲ بجے مہمانانِ کرام کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اجتماع گاہ کے لئے زیرِ تعمیر مسجد نور (جدید) ناصر آباد کو استعمال کیا گیا جسے مختلف بینروں اور پوسٹروں سے مزیّن کیا گیا تھا۔

افتتاحی اجلاس

محترم امیر صاحب کشمیر کی زیرِ صدارت افتتاحی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم مبارک احمد صاحب ڈار متعلم جامعہ احمدیہ قادیان کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے عہد خدام الاحمدیہ دوہرایا جبکہ محترم سیّد وسیم احمد صاحب سیفی قائد علاقائی کشمیر نے عہد اطفال الاحمدیہ دوہرایا (قبل ازیں پرچم کشائی کی تقریب بھی عمل میں لائی گئی تھی)۔ مکرم طاہر سریری کی ایک نظم کے بعد محترم قائد صاحب علاقائی نے تعارفی خطاب فرمایا جس میں موصوف نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخی عظمت اور خدام کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

خاکسار (محمد اقبال ڈار) معتمد علاقائی کشمیر نے مختصراً اپنی تقریر میں مجالس کشمیر کی کارگزاری رپورٹ کا جائزہ سنایا۔ مجالس کے درمیان موازنہ حسن کارکردگی میں مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر اوّل، مجلس خدام الاحمدیہ آسنور دوئم اور مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد سوئم قرار پائی۔

اسکے بعد محترم زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنے خطاب میں جماعت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کروڑوں کی تعداد میں آنے والے نو مبائعین کے استقبال کے لئے ہمیں اپنے اندر ایک غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اُن اخلاقی قدروں کو از سرِ نو قائم کرنے کی ضرورت ہے جن کو آج کے مسلمان فراموش کر چکے ہیں علاوہ ازیں مختلف تربیتی امور کی طرف بھی توجہ دلائی۔

بعد ازاں عزیز زبیر احمد لون نے ایک نظم بعنوان "انعام مجھ کو دے دے۔ عرفان مجھ کو دے دے" خوش الحانی سے سُنائی۔

اس کے بعد محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنے خطاب میں اجتماع کی تیاری میں دل و جان سے کام کرنے اور اس کے کامیاب انعقاد کی سراہنا کی۔ آپ نے خدام و اطفال کو ہدایت کی کہ وہ اپنا مقام سمجھ کر اس کی قدر کریں۔ آپ نے حالیہ دورہ گوا، تامل ناڈو، کرناٹک وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بڑی تعداد میں نفوس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ پس اطاعت و فرمانبرداری اور نیکی میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب صوبائی کشمیر نے ناصر آباد کا قبولِ احمدیت اور جماعتی خدمات کا ذکر کیا اور خدمتِ خلق کرنے اور بنی نوع انسان کی تکالیف کو دور کرنے پر زور دیا۔ نیز اصلاح نفس اور عظیم کردار قائم کرنے کی تلقین کی۔

افتتاحی تقریب کے معًا بعد علمی مقابلہ جات دیر رات تک جاری رہے۔ اگلے دن علمی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ ورزشی مقابلہ جات مع رواں کمنٹری ہوئے۔

واقفین نو بچوں کا خصوصی اجلاس

اجتماع کے تیسرے دن یعنی ۲۱ رجولائی کو واقفینِ نو بچوں کا دوسرا صوبائی اجتماع زیرِ صدارت محترم محمد نسیم خان صاحب نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت مسجد جدید میں منعقد ہوا۔ واقفینِ نو بچے مع والدین پہلی صفوں بٹھائے گئے۔ تلاوت عزیزم مرشد احمد ڈار آف آسنور نے کی اور عزیز معراج احمد گنائی آف ریشی نگر کی نظم خوانی کے بعد مکرم محمد رمضان صاحب ڈار صوبائی

سکریٹری وقفِ نو نے اپنے شعبہ کی کارکردگی اور کامیابیوں کا جائزہ پیش کیا۔
دوسری تقریر مولانا عبدالرشید صاحب ضیاء نے کی۔ آپ نے واقفینِ نو بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد محترم محمد اسمٰعیل صاحب طاہر انچارج دفتر وقفِ نو (بھارت) نے تقریر کی اور کہا کہ پوری دنیا میں ۲۲۰۰۰ واقفینِ نو بچے جن میں سے ۴۰۰۰ لڑکیاں اور ۱۸۰۰۰ لڑکے ہیں۔ جموں کشمیر سے ۱۲۸ بچے اس تحریک میں شامل ہیں۔ آپ نے واقفین نو بچوں کی مکمل تربیت اور انہیں اسلامی تعلیم کا ماڈل بنانے پر زور دیا۔
صدارتی تقریر میں محترم نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت نے کہا کہ ان بچوں کا مستقبل بہت روشن ہے۔ اور انہیں مختلف شعبوں کے لئے تیار کیا جائیگا۔
آخر پر بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور بچوں کی فوٹوگرافی اور ویڈیو گرافی بنائی گئی۔

اختتامی تقریب

۲۱ جولائی ۲۰۰۲ء کو ٹھیک تین بج کر دس منٹ پر اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ عزیزم شاہد احمد نائک آف آسنور کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز محمود احمد عارف آف شورت کی نظم کے بعد محترم سریر احمد صاحب لون صدر جماعتِ احمدیہ ناصر آباد نے خطاب کیا۔ موصوف نے تمام مہمانانِ کرام کا اور رضا کار خدام کی خدمات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔
بعد ازاں محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تقریر کی۔ آپ نے اجتماع کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ نیز نظامِ جماعت کی قدر اور MTA سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی تلقین کی۔ حضور انور کی صحت یابی، درازیٔ عمر اور جلسہ سالانہ لندن کی کامیابی کے لئے سامعین سے دعا کی درخواست کی۔
صدارتی تقریر میں محترم امیر صاحب صوبائی کشمیر نے MTA اور نظام جماعت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے پر زور دیا۔ نیز تقوٰی، عبادت اور علم حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔
اسکے بعد صدر اجتماع کمیٹی محترم محمد اقبال صاحب پڈر نے تمام مہمانانِ کرام، شرکاء اجتماع اور رضا کاران خدام کا شکریہ ادا کیا۔ نیز حضور انور کا تازہ پیغام (بسلسلہ اجتماع) پڑھ کر سنایا۔

تقریب تقسیم انعامات

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوئم اور سوئم آنے والے خدام واطفال کو انعامات سے نوازا گیا۔
آخر پر محترم امیر صاحب صوبائی کی دُعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔
اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک اور دُور رس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

مقالہ نویسی

تعلیمی سال ۰۳-۲۰۰۲ء بمطابق ۸۲-۱۳۸۱ھ کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے انعامی مقالہ کے لئے

”اسلام ہی بنی نوع انسان کو امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے“

کے عنوان کا انتخاب کیا ہے۔ مقالہ لکھنے والے اُمیدواروں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ قرآن، احادیث شریف، روحانی خزائن اور تاریخ اسلام کے حوالہ جات کے ساتھ اپنا مضمون مرتب کریں۔
مقالہ میں اوّل اور دوم آنے والے مقالہ نگاروں کو -/Rs3500 اور -/Rs1500 کا انعام علی الترتیب دیا جائے گا۔
احباب جماعت زیادہ سے زیادہ اس انعامی مقالہ میں خود شامل ہوں اور اپنے تعلیم یافتہ بچوں کو بھی اس انعامی مقالہ مین شرکت کرنے کی تاکید کریں۔ ارشاد ربانی رب زدنی علمًا کے مطابق ہر مسلمان کو تحصیل علم کے لئے ہر وقت کوشش کرنے کا حکم ہے، جسکی ہمیں تعمیل کرنی چاہئے۔
موجودہ زمانہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ہمیں اپنے علمی معیار کو بہت بلند کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اسلامی تعلیمات کو اخبارات اور رسائل میں شائع کر کے اسلام کی امن پسند تعلیم کو دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ مقالہ کی شرائط درج ذیل ہیں:

☆ مضمون کم از کم 10000 ہزار الفاظ پر مشتمل ہو جو بزبان انگریزی، عربی، اُردو، ہندی اور بنگالی میں لکھا جاسکتا ہے۔
☆ مضمون میں حوالہ جات مستند ہوں۔
☆ مقالہ خوشخط صفحہ کے 2/3 حصہ میں درج ہو۔
☆ مقالہ نظارت تعلیم میں بھجوانے کے بعد اسکی واپسی کا مطالبہ قابلِ قبول نہ ہوگا۔
☆ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہوں گے۔ کسی مقالہ نویس کو اسکی از خود اشاعت کی اجازت نہ ہوگی۔
☆ مقالہ میں حصہ لینے کے لئے کسی عمر کی قید نہیں رکھی گئی ہے۔
☆ مقالہ مؤرخہ 15/1/03 تک نظارت کو بذریعہ رجسٹری ڈاک بنام نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان ارسال کریں۔

﴿......ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان......﴾

ملک ملک کی سیر (۷)

ARGENTINA

ارجنٹینا

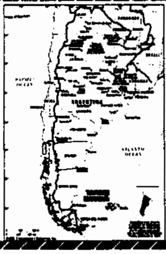

از شاہد احمد ندیم

نام: Argentine Republic دارالحکومت: Buenus Aires؛ رقبہ 2,766,654 کلومیٹر؛ آبادی: تین کروڑ پچھتر لاکھ؛ زبان: ہسپانوی، اٹالین؛ شرح خواندگی: 96%؛ مذہب: عیسائیت؛ کرنسی: Peso (ایک پیسو = 1 ڈالر)؛ آمد سالانہ فی کس: 11,940 ڈالر (تقریباً پانچ لاکھ پچاسی ہزار بھارتی روپے)

سربراہ حکومت: (صدر) Fernando de la Rua

جنوبی امریکہ کا یہ دوسرا سب سے وسیع ملک 2,766,654 مربع کلومیٹر کے رقبہ کے ساتھ دنیا کا آٹھواں سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کی شکل ایک اوندھے پڑے ہوئے مثلث کی طرح ہے۔ ایک بڑا ملک ہونے کی وجہ سے اس کی جغرافیائی حالت بھی مختلف ہے۔ مثلاً اس میں جہاں ایکطرف Andes کا پہاڑی سلسلہ ہے، وہیں Gran Chao کا کانٹے اور جھاڑیوں سے بھرے ہوئے دلدلی علاقہ بھی ہے پھر جہاں Pampas کے وسیع وعریض زرخیز میدان ہیں وہیں دوسری طرف Patagonia کا وسیع سطح مرتفع کا علاقہ بھی ہے۔ ارجنٹینا کی حدود میں Antarctica کا بھی ایک حصہ شامل ہے۔

جنوب اور مغرب میں اسکی حدود چلی اور شمال میں Bolivia اور پیراگوے اور مشرقی جانب برازیل، یوراگوے اور بحر اوقیانوس سے لگتی ہیں۔

ارجنٹیا کو اس کا یہ نام ہسپانوی سیاحوں سے ملا جو ۱۶ویں صدی میں اس کے وسیع معدنی خزائن کی لالچ میں یہاں آگئے تھے۔ یہ ملک ایک لمبے عرصے تک جابر اور تاناشاہ حاکم کے زیر نگیں رہا ہے جو عموماً فوج میں سے ہوتا تھا۔ 1816ء میں اس نے خودمختاری حاصل کی۔

جغرافیائی حالت: ارجنٹیا کو مندرجہ ذیل چار خطوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:- Andes، شمالی علاقہ، Pampas اور Patagonia

Andes کا خطہ مغربی جانب ہے جو چلی کے ساتھ قدرتی سرحد کی تعیین کرتا ہے۔ شمالی علاقہ Gran Chao اور Mesapotamia نامی دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ ملک کے وسط میں واقع Pampas کے زرخیز میدان خشک اور مرطوب دو خطوں میں منقسم ہیں۔ جو بالترتیب Dry Pampa اور Humid Pampa کہلاتے ہیں۔ اسی طرح Patagonia کا ٹھنڈا اور ہموار علاقہ دریائے کولوریڈو سے Tierra del Fuego تک محیط ہے۔

نسلی تناسب: سپین اور اٹلی کے بہت سے لوگوں کے یہاں آکر بس جانے کی وجہ سے ارجنٹینا کثیرالاقوام ملک بن گیا ہے جہاں یورپ کی تمام قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔

ان قوموں میں شمال مغربی Andeas کے Diaguita قبائل سرفہرست ہیں۔ 1810ء میں یہاں کی دس فیصد آبادی افریقن نژاد تھی جو یا تو غلام تھے یا ان کی نسل میں سے تھی جو Buenus Airus کے ذریعہ ملک میں داخل ہوگئے تھے۔ 1800ء کے بعد یورپین لوگ یہاں کثیر تعداد میں آباد ہوگئے جن کا اس ملک کے تہذیب وتمدن پر گہرا اثر پڑا۔

اقتصادیات: ارجنٹینا اس خطہ کی ایک مضبوط اقتصادی طاقت ہے۔ یہاں کی اقتصادیات زیادہ تر زراعت اور صنعت وحرفت پر منحصر ہے۔ سیاحوں کی آمد کے لحاظ سے میکسیکو کے بعد لاطینی امریکہ میں ارجنٹینا کا دوسرا نمبر ہے۔ ۲۰ویں صدی کی ابتدا میں ارجنٹینا ترقی کے راستہ پر بہت تیزی کے ساتھ گامزن تھا، لیکن جنگِ عظیم اور بعد کے حالات کی وجہ سے اس کی معیشت کو بھاری نقصان پہنچا۔ اقتصادی مندی کے اس دور میں یہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی فہرست سے گرتا ہوا developing ممالک کی فہرست میں شامل ہوگیا۔ حکومت نے خودمنحصر ہونے کے لئے اور ملکی صنعتوں کی امداد کے لئے برآمدات پر بہت زیادہ ٹیکس لگادیئے۔ جس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری میں نمایاں کمی آگئی۔ لیکن 1976ء میں حکومت نے ان ٹیکسوں میں کمی کردی لیکن اس کے بداثرات اس رنگ میں ظاہر ہوئے کہ بیرونی ممالک کے سستے اور اچھے مال کا مقابلہ نہ کرسکنے کی وجہ سے بہت سی مقامی صنعتیں بند ہوگئیں۔ اس دوران حکومت کے اخراجات میں بھی بہت اضافہ ہوگیا اور اس طرح ملک بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دب گیا۔ ملکی کرنسی peso کی شرح تبدیلی میں تین مرتبہ کمی و بیشی کی گئی۔ اس اقتصادی بحران نے گذشتہ سال ایک سنگین صورتحال اختیار کرلی جب عوام حکومت کی پالیسیوں کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے اور ملک میں شدید بدامنی کا ماحول پیدا ہوگیا۔ نتیجۃً حکومت کو مستعفی ہونا پڑا۔

معدنی خزائن: ایندھن کے وسیع ذخائر کی وجہ سے ارجنٹینا کی صنعتوں کو ایک طرح تحفظ حاصل ہے۔ تیل کے ذخائر ملک بھر میں بکھرے پڑے ہیں۔ Comodoro Rivadavia کی بندرگاہ کے متعلق اندازہ ہے کہ یہاں ملک کے زمین پر موجود تیل کے خزانے کا کوئی دوتہائی حصہ موجود ہے۔ 1980ء میں ان کی تلاش سے پہلے ارجنٹینا دوسرے ممالک سے گیس وغیرہ منگواتا تھا۔ یہاں بجلی

Hydroelectric اسٹیشنوں سے پیدا کی جاتی ہے۔ دریائے پرانا پر 95-94ء کے دوران تعمیر شدہ عظیم Yacyreta باندھ کی وجہ سے ملک اپنی ضرورت سے زیادہ بجلی پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح اپنے بہت سے تابکاری پلانٹ کی وجہ سے ارجنٹینا لاطینی ممالک میں اہم مقام رکھتا ہے۔

دیگر معدنیات میں کوئلہ، Lead، زنک، سونا، چاندی اور سلفر وغیرہ ہیں۔ یہاں کی اہم فصلیں گندم، مکئی، انگور، السی، گنا، تمباکو، چاول وغیرہ ہیں۔

طریقِ حکومت: ارجنٹینا کا نظامِ حکومت وفاقی ہے۔ یہ ملک 23 ریاستوں پر مشتمل ہے۔ صدر کا انتخاب نائب صدر کے ساتھ چار سال کی مدت کے لئے ہوتا ہے۔ صدر کو تمام اختیارات حاصل ہیں۔ تمام افواج کا سربراہ اعلیٰ بھی وہی ہے۔ پارلیمانی نظام میں دو ایوان ہیں: 72 نشستوں والا Senate اور 257 نشستوں والا chamber of Deputies۔ عدلیہ کا نظام وفاقی اور ریاستی دونوں سطح پر ہے۔

تہذیب و تمدن: چونکہ ارجنٹینا کے تقریباً تمام لوگ یورپ سے آکر بسے ہوئے ہیں یا مہاجرین کی نسل میں سے ہیں۔ اسلئے یہاں کی تہذیب دیگر لاطینی ممالک کے بالمقابل یورپین زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے ارجنٹینا کا معاشرہ ایک منفرد تہذیب و تمدن کی عکاسی کرتا ہے۔

تاریخی پسِ منظر: خیال کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ کو جسے آجکل ارجنٹینا کہا جاتا ہے یورپین لوگوں کی آمد سے پہلے یہاں کے لوگ زیادہ تر شکاری تھے۔ یہ لوگ patagonia کے Chaco علاقہ میں بسے ہوئے تھے۔ جبکہ پمپاس علاقہ میں بسے ہوئے لوگوں نے زراعت کو اپنا پیشہ بنالیا تھا۔ جبکہ شمال مغرب کے پہاڑی علاقہ Inca سلطنت کا حصہ تھے۔

ارجنٹیا کے اٹلانٹک حصہ کی تلاش یورپین سیاحوں نے سولہویں صدی کے ابتداء میں کی۔ Rio de le Plata کے دہانہ کی تلاش کے متعلق مؤرخین کا خیال ہے کہ اسے 1520ء میں Ferdinand Magellan نے تلاش کیا تھا۔ 1535ء میں سپین نے پیرو پر اپنی فتح کے بعد برازیل میں پرتگال کے بڑھتے ہوئے اثر کو زائل کرنے کے لئے ارجنٹیا پر قبضہ کرنے کیلئے Pedro de Mendoza کی قیادت میں ایک بیڑا بھیجا۔ اس نے Buenus Aires کا تو پتہ لگالیا لیکن انڈین کے لگاتار حملوں اور زیادہ کامیابی نہ ملنے کی وجہ سے اسے واپس آنا پڑا۔ Buenus Aires اور ملک کے شمالی حصہ میں آہستہ آہستہ ہمسایہ ممالک مثلاً چلی، پیرو اور پیراگوے کے لوگ بسنے شروع ہوگئے۔ اور یہاں کے اصل باشندے Asuncion یعنی پیراگوے میں چلے گئے۔ اس نئی آبادی نے یہاں کے اصل باشندوں یعنی انڈین سے زراعت وغیرہ میں مزدوروں کے طور پر کام لیا۔ اس سلسلہ میں Roman Catholic چرچ نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

بھارت میں ارجنٹینا کا سفارتخانہ

Embassy of the Argentine Republic
B-8/9, Vasant Vihar, New Delhi-110057
Tel. 6141348,6141345 Fax:6146506
E-mail: eindi@mantraonline.com

ارجنٹینا میں بھارت کا سفارتخانہ

Embassy of India
Avda Cordoba 950, 4th floor, (1054)
Buenos Aires, Argentina.
Tel: 00-54-11-43934001; Fax: 00-54-11-43934063
Email: indemb@indembarg.org.ar.
Website: www.indembarg.org.ar.

مزید معلومات کے لئے فراہم کتب:

ارجنٹینا کے جغرافیائی حالات پر The South American Handbook عمومی معلومات مہیا کراتی ہے۔ اسی طرح James D.Rudolph کی کتاب Argentina: A Country Study بھی مفید ہے۔ اقتصادی صورتحال کے متعلق Jonathan C. Brown کی کتاب A Socioeconomic History of Argentina, 1776-1860 فائدہ مند ہے۔ معاشرتی حالات کے لئے José Alberto Santiago کی کتاب Antología de la poesía argentina بہترین ہے۔ تاریخ پسِ منظر جاننے کیلئے Thomas E. Skidmore and Peter H. Smith, کی کتاب Modern Latin America, 4th ed. (1997) نہایت قیمتی معلومات فراہم کرتی ہے۔

اعتماد: Encyclopædia Britannica

ہوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
(۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432
(۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351
محلہ احمدیہ قادیان
پنجاب 143516
Ph:-(Clinic)
01872-22278

کہانی

پرندے......قدرت کے سفیر

......فاطمہ کمالی۔کراچی

سردی کی آمد آمد تھی، میں نے صحن سے ملحق کمرے میں فالتو سامان کے علاوہ مہمانوں کے بچوں کے لئے کھیل کود کا سامان بھی رکھ دیا تھا،ایک طرف پرانی مسہری رکھ دی تھی تا کہ بچے اس پر لیٹ کر آرام کر سکیں۔ کبھی کبھی گھر میں زیادہ شور وغل ہوتا تھا تو میں خود اس کمرے میں آکر لیٹ جاتی تھی۔ اسی لیے اس جگہ کی صفائی کا میں خاص خیال رکھتی تھی۔ اس کمرے میں دو مختلف جگہوں پر چڑیاں اپنے گھونسلے بنا رہی تھی جس کی وجہ سے فرش پر تنکوں، روئی اور دھاگوں کا کوڑا پھیلا رہتا تھا۔ ملازمہ دو مرتبہ جھاڑ دیتی تھی، پھر بھی فرش پر تنکے بکھرے رہتے تھے۔ چوکی دار نے ماسی کی شکایت پر مجھ سے کہا کہ وہ ان گھونسلوں کو توڑنا چاہتا ہے اسے میری اجازت کی ضرورت ہے۔ میں نے اس کو منع کر دیا۔ چڑیوں نے گھونسلے بنالیے ان کے انڈے بچے بھی ہو گئے تھے۔ بچوں کے لئے یہ نظارہ بھی تفریح دیتا تھا، چڑیوں کے گھونسلے ان کے بچوں کی چوں چوں سے آباد ہو گئے تھے۔ چڑیوں کے غول ان گھونسلوں کے ارد گرد منڈلاتے رہتے تھے۔ اور ان کے والدین بچوں کو چوگا دیتے تو یہ شور کچھ اور بڑھ جاتا تھا۔ کچھ دنوں سے یہ شور وغل کچھ زیادہ ڈسٹرب کرنے لگا تھا، میں نے اپنی ماسی سے اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے بتایا کہ ایک اجنبی چڑا اس علاقے میں گھس آیا ہے۔ ان چڑیوں سے گھلنے ملنے کی کوشش کرتا ہے اور چڑیاں شور مچا مچا کر اسے بھگا دیتی ہیں۔ یہ عمل دن میں کئی کئی بار دہرایا جاتا ہے اسکی وجہ سے شور بہت بڑھ جاتا ہے۔ ایک روز چڑیوں کے گھونسلے پر نظر پڑی تو میں نے ایک موٹے چڑے کو ان گھونسلوں میں تانک جھانک کرتے دیکھا اور پھر چڑیوں کا ایک غول آیا اور اس چڑے سے بھڑ گیا، پھر جو شور مچا تو میری دل چسپی اور بڑھ گئی کیوں کہ وہ موٹا چڑا کسی صورت سے ہار ماننے پر تیار نہیں تھا۔ وہ کچھ دیر کے لیے اِدھر اُدھر ہو کر پھر ان گھونسلوں کا رخ کرتا اور ان میں گھسنے کی کوشش میں چڑیوں سے مار کھانے لگتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ موٹا چڑا ایک گھونسلے سے نیچے لٹک رہا ہے۔ اس نے گھونسلے میں گھسنے کی کوشش کی تھی۔ چڑیوں نے ٹھونگیں مار کر اسے باہر نکالا تو اس کے ساتھ گھونسلے کا اندرونی سامان بھی باہر آ گیا تھا اور ان دھاگوں میں جال میں موٹے چڑے کا پاؤں پھنس گیا، وہ پھر اڑ نہ سکا اور چڑیوں نے ٹھونگیں مار مار کر اسے گھونسلے سے نیچے گرا دیا۔ وہ گھونسلے سے باہر دھاگے میں الجھا جھول رہا تھا اور چڑیاں اسے آتے جاتے اب بھی ٹھونگیں مار رہی تھیں، مجھے اس موٹے چڑے کے انجام پر بڑا ترس آیا۔ میں نے کرسی اور میز کی مدد سے اس گھونسلے تک رسائی کی اور اس چڑے کو مُردہ سمجھ کر دھاگوں کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کی تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ زندہ ہے اور جب دھاگے میں نے اس کی ٹانگ سے آزاد کئے وہ پھُر سے اُڑ گیا۔ مجھے اس کے اڑنے نے اتنا خوش کیا کہ اس منظر کو کئی بار ذہن میں دہراتی رہی۔

اس واقعہ کے چند ماہ بعد شادیوں کا موسم شروع ہو گیا۔ میں نے گلے میں ایک نیکلس مستقل طور پر پہن لیا تھا تا کہ اچانک کہیں جانا ہو تو گلے میں ایک زیور تو ہو۔ کانوں میں دو بالیاں بھی ڈال لی تھیں۔ ایک مرتبہ والدہ کے گھر جانا ہوا۔ میں نے ان کے کان زیور سے خالی دیکھے، میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان کی بالیاں گم ہو گئی ہیں اس لیے انہوں نے دوبارہ کانوں میں کچھ نہیں ڈالا۔ میں نے فوراً اپنی بالیاں اتار کر ان کے کانوں میں ڈال دیں اور کہا کہ جب آپ کی بالیاں مل جائیں تو میں انہیں واپس لے لوں گی۔ میرے اصرار پر امّی نے وہ بالیاں پہن لیں۔ میں اپنے گھر آ گئی۔ جب منہ ہاتھ دھونے لگی تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے میں چونک گئی کیوں کہ میرے گلے میں وہ نیکلس نہیں تھا جو میں کچھ دنوں سے مستقل پہن رہی تھی۔ میں بے حد پریشان ہو گئی، اپنے طور پر ہر جگہ اس کو تلاش کیا۔ یہ بھی یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس وقت اور کس جگہ گرا تھا۔ اپنے ملنے جلنے والوں سے پتا کیا کہ انہوں نے آخری بار کب وہ نیکلس میرے گلے میں دیکھا تھا۔ اس معاملے میں بھی متضاد آرا ملیں۔ نیکلس بے حد قیمتی تھا۔ وہ تین دن اس کی تلاش میں برباد ہو گئے، مگر اسے نہ ملنا تھا سو نہ

ملا۔ البتہ یہ یقین ہوگیا راستے میں کہیں آتے جاتے گرا ہوگا۔ ان دنوں ملک میں الیکشن ہو رہے تھے، مجھے پریزائڈنگ آفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ یہ ڈیوٹی سرانجام دینے کے لئے مجھے سینٹر میں آنا جانا ہوتا تھا خیال یہ ہی غالب تھا کہ اسی راہ میں کہیں گر گیا تھا۔ الغرض جب ہر طرح سے مایوس ہوگئی تو صبر کرلیا کیوں کہ اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

تقریباً ایک ماہ بعد میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ گھر کی طرف آرہی تھی کہ ایک کوے نے میرے سر پر منڈرانا شروع کردیا۔ میں اسے بھگاتی وہ کچھ اونچا اڑ کر پھر میرے سر پر آجاتا۔ میری ساتھی مجھے چھیڑنے لگیں کہ یہ تم پر عاشق ہوگیا ہے اس کوے نے میرے سر پر بھی چونچ ماری۔ میں گھبرا کر رک گئی تو وہ فوراً اڑ کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین کو اپنی چونچ سے کریدنے لگا۔ ہمیں اس کے قریب سے ہی گزرنا تھا۔ ہم سب کی اسی پر نظریں تھیں مبادا وہ دوبارہ اڑ کر میرے سر پر ٹھونگیں مارنے لگے۔ اچانک میری ایک ساتھی چلائی کہنے لگی۔ ارے دیکھو یہ جس جگہ کو کرید رہا ہے وہاں سے کچھ چمکیلی شئے نظر آرہی ہے، ہم سب نے آگے بڑھ کر غور سے دیکھا وہ درست کہہ رہی تھی۔ کوا فوراً اڑ گیا تھا تین چار روز پہلے شدید بارش ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ جگہ کیچڑ بن گئی تھی۔ بعد میں تیز دھوپ نکلنے سے وہ کیچڑ خشک ہوگئی تھی۔ کوے نے جس جگہ کو اپنی غذا کے دھوکے میں کرید اتھا وہاں پر میرا نیکلس دھنس کر جم گیا تھا۔ اس کے ٹھونگیں مارنے سے اس کی چمک واضح ہوگئی تھی۔ چکنی مٹی سے پلاستر کو ہٹا کر جب میں نے اپنا نیکلس نکالا تو مجھ سمیت میری ساتھی خواتین کچھ دیر تک حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ میں نے بعد میں سب کو نیکلس کے معجزاتی انداز میں ملنے کی اطلاع دی اور وہ مبارک دینے آئے۔ میں اس واقعہ پر جتنا بھی غور کرتی ہوں حیران ہوتی ہوں۔ میں نے ایک ننھے چڑے کی جان بچائی تھی، قدرت نے ایک پرندے ہی کی وساطت سے مجھے اس انعام سے نوازا تھا۔ میری عقل میں تو یہ ہی بات آتی ہے کہ نیکی کا صلہ اللہ تعالیٰ ضرور دیتا ہے اور مجھے تو اس نے واقعی معجزاتی انداز میں دیا تھا۔

(ماخوذ از ہفت روزہ جنگ میگزین انٹرنیٹ ایڈیشن)

﴿مرسلہ ڈاکٹر امۃ القدوس بنت مکرم منظور احمد صاحب گھنو کے درویش مرحوم قادیان﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding
Agents
ASNOOR(KULGAM)
KASHMIR

هٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

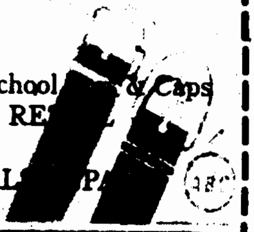

All Kinds of Belts, School ... & Caps
WHOLESALE AND RE...
SELLERS
BAG AND CHAPPAL ... P...

APSARA BELT CORNER

اخبار مجالس

ناصر آباد

مؤرخہ ۱۵؍جون کو خدام و اطفال کا ایک مشترکہ وقارِ عمل ہوا جسمیں ۱۲۵ خدام و اطفال نے شرکت کی۔

ریشی نگر

مؤرخہ ۱۰؍اگست کو بعد نماز مغرب جامع مسجد میں مکرم عبد الرحمان صاحب ایتو صدر جماعت ریشی نگر کی صدارت میں اطفال کا ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حُسنِ سلوک اور اطاعتِ والدین کے عنوانات پر تقاریر ہوئیں۔ بعد صدارتی خطاب دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

حیدر آباد

مؤرخہ ۲۲؍ستمبر کو مسجد فلک نما میں محترم عارف قریشی صاحب امیر جماعت حیدر آباد کی صدارت میں نماز کی اہمیت و افادیت پر ایک اجلاسِ عامہ منعقد ہوا۔ تلاوت، نظم و عہد نامہ کے بعد میر احمد صاحب اسلم، مکرم مبشر احمد صاحب اور خاکسار نے نماز کی اہمیت و افضلیت کے عنوانات پر تقاریر کیں۔

صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مؤرخہ ۲۹؍ستمبر کو حلقہ میلاپلی میں صبح ساڑھے آٹھ بجے محترم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش کی صدارت میں جلسہ تحریک جدید کا انقاد عمل میں آیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم بی ایم بشارت احمد صاحب، مکرم محمد عظیم الدین صاحب اور خاکسار نے حاضرین کو انفاق فی سبیل اللہ کی غرض اور چندہ تحریک جدید کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

(محمد کلیم خان، مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

یادگیر

مؤرخہ ۲۸، ۲۹؍ستمبر ۲۰۰۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر نے اپنے سالانہ مقامی اجتماع کا انعقاد کیا۔ پروگرام کا انعقاد نماز تہجد کے ساتھ ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ بعد ازاں اطفال کے ورزشی و علمی مقابلہ جات ہوئے۔ بعد نماز مغرب و عشاء خدام کے علمی مقابلے ہوئے۔ دونوں مقابلوں میں خدام و اطفال کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اگلے روز خدام کے ورزشی مقابلے ہوئے۔ بعد نماز مغرب و عشاء مکرم عبد السلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی صدارت میں ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ اجلاس میں مکرم محمد ابراہیم صاحب تیر گھر اور مکرم مولوی شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نے تقاریر کیں۔ بعد ازاں محترم صدر اجلاس نے خدام و اطفال کے مابین انعامات تقسیم کئے۔ بعد دعا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مؤرخہ ۷؍جولائی کو ایک مثالی وقارِ عمل احمدیہ قبرستان میں ہوا۔ خدام نے مضبوط ارادہ و خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلسل پانچ گھنٹے کام کرتے ہوئے قبرستان کے اردگرد ۲۰ فٹ لمبی دیوار تعمیر کی۔ دعا کے ساتھ یہ وقارِ عمل ختم ہوا۔ مورخہ ۱۲ جولائی کو شہر سے تقریباً تین کلومیٹر ایک باغ میں اطفال کا ایک تفریحی پکنک منعقد ہوئی۔ اس دوران اطفال کے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ اس پروگرام میں مکرم مبلغ صاحب بھی شامل تھے۔

تبلیغی دورہ

مؤرخہ ۳۰؍ستمبر کو بعد نمازِ فجر محترم مولوی شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ کی قیادت میں ایک تین رکنی تبلیغی وفد نے یادگیر سے ۲۷ کلومیٹر دور واقع تین گاؤں میں پیغامِ حق پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(عبد المنان کرنولی۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر)

آسنور

ماہِ جون میں مجلس خدام الاحمدیہ آسنور کو پانچ وقارِ عمل منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس دوران خدام نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے کھیل کے میدان سے پتھر ہٹائے اور گاؤں سے گزرنے والی نہر کا پانی صاف کر کے اس گاؤں تک پہنچایا گیا۔ اسی طرح منڈوبل میں جہاں مسجد شریف کی تعمیر ہونی ہے، جگہ کو قابلِ تعمیر بنایا گیا نیز تعمیر میں استعمال ہونے والا سامان پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(ذاکر حسین نائیک، معتمد مجلس خدام الاحمدیہ آسنور)

دیودرگ (کرناٹک)

مؤرخہ ۶؍ستمبر کو بعد نماز مغرب و عشاء مکرم خواجہ حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ دیودرگ کی صدارت میں ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی شیخ محمد زکریا صاحب، مولوی فضل حق خان صاحب اور مولوی ایم اے محمود صاحب نے تربیتِ اولاد، جماعتی ترقی میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب کے

وقف نو بھارت کی مساعی جمیلہ

الحمدللہ! پورے بھارت میں واقفینِ نو بچوں اور بچیوں کی کل تعداد ایک ہزار سے زائد ہے اوران کے لئے ۷ اسال تک نصاب وقفِ نو مہیّا ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں اس نصاب کا ملیالم ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس سے کیرلہ کے بچے استفادہ کررہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے تقریباً ۳۲ مجالس سے رپورٹ کارگزاری باقاعدگی کیساتھ موصول ہورہی ہیں۔

ماہ اگست میں ملیالم زبان میں ایک ماہانہ وقفِ نو رسالہ ''ستارہ وقفِ نو'' بھی جاری کیا گیا ہے۔

امسال اڑیسہ، تامل ناڈو، کیرلہ، کشمیراور کرناٹک میں واقفینِ نو کے صوبائی اجتماعات منعقد ہوئے جن میں ۷ سات سے زائد عمر کے واقفینِ نو لڑکے شامل ہوئے۔

اللہ کے فضل سے بھارت کے اُن سبھی صوبہ جات میں جہاں واقفینِ نو بچے ہیں، وہاں کیریئر پلاننگ کمیٹی موجود ہے۔

قادیان میں واقفینِ نو بچوں کی تعداد ۲۵۰ ہے اور یہاں ہر سال واقفینِ نو بچوں کا سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے۔

حضورانور کی منظوری سے قادیان میں واقفینِ نو بچوں کا ایک اسکول ''اسکول وقفِ نو'' کے نام سے جاری ہے جہاں اس وقت چھوٹی عمر کے ۴۵ بچے روزانہ تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بچوں کو عربی اور انگریزی سکھانے کا بھی انتظام ہے جہاں روزانہ دو اساتذہ بچوں کی کلاس لیتے ہیں۔

خاکسار نے امسال اڑیسہ، تامل ناڈو، کیرلہ، کرناٹک، آندھرا اور کشمیر کی بڑی بڑی جماعتوں کا دورہ کیا اور وہاں واقفینِ نو بچوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ علاوہ ازیں مکرم شیراز احمد صاحب آف چینئی نائب نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت نے کیرلہ، تامل ناڈو، کرناٹک اور آندھرا کا دومرتبہ دورہ کیا۔ اسی طرح مکرم محمد اسمٰعیل صاحب طاہر انچارج دفتر وقفِ نو بھارت نے آسام، بنگال، اڑیسہ، بہار اور کشمیر کی جماعتوں کا تفصیلی دورہ کیا۔

اب اس تحریک میں نومبائعین کو بھی شامل کیا جارہا ہے اور اس سلسلہ میں بھر پور کوششیں کی جارہی ہیں۔ اسی طرح آئندہ دو سالوں کے لئے بھارت میں واقفینِ نو بچوں کی تعداد دوگنا کرنے کا بھی ٹارگٹ رکھا گیا ہے۔ وباللہ التوفیق

آخر پر عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(محمد نسیم خان، نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت)

اعلان نکاح

مؤرخہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر نے مسجد احمدیہ ہاری پاری گام میں مکرم عطاء المجیب صاحب راتھر ابن مکرم غلام نبی صاحب راتھر ساکن ہاری پاری گام کشمیر کا نکاح مکرمہ تسلیمہ اختر صاحبہ بنت مکرم غلام حسن صاحب شیخ ساکن ہاری پاری گام کے ساتھ مبلغ ۵۰ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

اعانت مشکوٰۃ ۵۰ روپے (احمد صادق راتھر متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

درخواستِ دعا

خاکسار کا بیٹا عزیزم لئیق احمد جو اللہ کے فضل سے واقفِ نو ہے، کے Growth Harmones بالکل نہیں ہیں اور قد بہت چھوٹا ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق علاج پر ایک خطیر رقم خرچ ہوگی۔ تمام احباب سے عزیز کی کامل صحتیابی اور تندرستی وسلامتی والی زندگی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اسی طرح خاکسار کی اہلیہ کی زچگی سے بخیریت فراغت کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

محتاجِ دعا: محمد رئیس صدیقی، نمائندہ مشکوٰۃ (کانپور)

مشکوٰۃ کے گذشتہ سالوں کے شمارے
جلد کی صورت میں

قارئین کے استفادہ کے لئے مشکوٰۃ کے گذشتہ سالوں کے شمارہ جات کی دیدہ زیب اور مضبوط جلد بندی کرائی گئی ہے۔ احباب کرام جلسہ سالانہ 02ء کے دوران دفتر ہٰذا سے حاصل کرسکتے ہیں۔ قیمت نہایت واجب ہے۔

(مینیجر ماہانہ مشکوٰۃ قادیان)

قائدین مجالس اور ناظمین اطفال متوجہ ہوں

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا نیا سال ۱/اکتوبر ۲۰۰۲ء سے شروع ہو چکا ہے اس لئے تمام قائدین مجالس و ناظمین اطفال سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی طرف فوری توجہ دیں۔

۱۔ فہرست تجنید بابت سال ۲۰۰۲-۰۳ء ۳۱/دسمبر سے پہلے دفتر ہٰذا کو ارسال کریں۔

۲۔ فارم تشخیص بجٹ بھی ۳۱/دسمبر سے پہلے دفتر ہٰذا کو ارسال کریں۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

صاحب نصاب احباب توجہ فرمائیں

دوست یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسکی ادائیگی ایک اہم شرعی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا کیطرح چلتا تھا۔ پس احباب جماعت کو بھی چاہئے کہ اپنے پیارے آقا ومتاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وہ اس مبارک اور بابرکت مہینہ میں جہاں اپنے لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں وہاں صاحب نصاب احباب ابھی سے اپنے زکوٰۃ کا حساب کر کے واجب الاداز کوٰۃ کی ادئیگی کی طرف توجہ فرماویں۔

فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت اور اس ادائیگی کے صحیح طریق سے عدم واقفیت کے باعث اکثر جماعتوں اور صاحب نصاب افراد کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ انہیں اپنی زکوٰۃ کی رقم مقامی مستحقین یا ضرورت مند رشتہ داروں میں ہی تقسیم کرنیکی اجازت دی جائے اس غلط رجحان کی اصلاح کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ 5/11/99 میں ہدایت فرمائی ہے کہ:

"زکوٰۃ کے متعلق بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہمیں یہاں اپنے رشتہ داروں میں زکوٰۃ دینے کی اجازت دی جائے۔ زکوٰۃ مرکزی بیت المال میں جمع ہونی چاہئے۔ کسی شخص، کسی فرد واحد کو اجازت نہیں کہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اپنے غریب بھائیوں وغیرہ کو چنے۔ غریب بھائیوں کو جو چنتا ہے اسکو مرکز کو لکھنا چاہئے کہ ہمارے ہاں اتنے غریب ہیں۔ پھر خواہ بھائی ہوں یا غیر بھائی ہوں، ان سب کے لئے کھلی زکوٰۃ کی رقم ادا کی جائے گی۔ تو ایک آدمی کی زکوٰۃ تو کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی اور اگر وہ کی بھی تو اپنے عزیزوں پر ہی خرچ کرے گا۔ اس میں دنیاوی منفعت شامل ہوجاتی ہے۔"

جملہ سیکرٹریان مال کو چاہئے کہ وہ اپنی جماعت کے تمام صاحب نصاب احباب کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اصولی ارشاد کی روشنی میں ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصی توجہ دلائیں تا اس مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی ہو سکے۔ اگر ہمارے احباب اور ہماری بہنیں پورے طور پر جائزہ لیں تو بفضلہ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے چونکہ افراد جماعت عموماً اپنی زکوٰۃ ماہ رمضان المبارک میں ہی ادا کرتے ہیں اسلئے صاحب نصاب احباب ومستورات کی خدمت میں گزارش ہیکہ وہ جلد از جلد اس فریضہ کی بجا آوری کی طرف توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

صدقۃ الفطر۔ اور۔ عید فنڈ

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں بہت اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ جنکی بجاآوری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عدم بجاآوری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوسکتی ہے۔ اس قسم کے اسلامی احکام میں سے (جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں) ایک اہم حکم صدقۃ الفطر سے تعلق رکھتا ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر (خواہ وہ کسی بھی حیثیت کے ہوں) فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کرسکتا ہو۔ اسکی طرف سے اسکے سرپرست یا مربی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ غلام اور نوزائدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

واضح رہے کہ صدقۃ الفطر کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کیلئے ایک صاع عربی پیمانہ یعنی میٹرک سسٹم میں دوکلو750 گرام غلہ یا اسکی رائج الوقت قیمت مقرر کی ہے پوری شرح کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص پوری شرح کے مطابق ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف شرح پر بھی ادائیگی کر سکتا ہے۔ قادیان اور اسکے گردونواح میں چونکہ ایک صاع غلہ کی اوسط قیمت -/15 روپے بنتی ہے اسلئے پنجاب کیلئے صدقۃ الفطر کی پوری شرح -/15 روپے مقرر کی گئی ہے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے کم از کم پانچ روز پہلے ہوجانی چاہئے۔ تا بیوگان، یتامیٰ اور نادار مستحقین کی اس رقم سے بروقت امداد کی جاسکے۔ دفتر وکالت مال لندن کے سرکلر VMA 7547/19.11.01 کے مطابق صدقۃ الفطر کی مجموعی وصولی کا 1/10 حصہ بہر صورت مرکزی ریزروفنڈ میں جمع ہونا چاہئے۔ بقیہ 9/10 حصہ مقامی مستحقین میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اس امر کا فیصلہ کرنا مجلس عاملہ کی ذمہ داری ہیکہ اس 9/10 حصہ میں سے بھی کسقدر رقم مقامی مستحقین میں تقسیم کی جائے اور کس قدر مرکز میں بھجوائی جائے۔ ہر جماعت میں صدقۃ الفطر کی آمد وخرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جانا ضروری ہے۔ واضح رہیکہ صدقۃ الفطر کی رقم مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

عید فنڈ:- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے ہر کمانے والے فرد کیلئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اب جبکہ روپیہ کی قیمت کئی گنا گرچکی ہے احباب جماعت کو چاہیے کہ اپنے عید کے اخراجات میں کفایت کرتے ہوئے اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب کو ماہ رمضان المبارک میں اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بھی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک لازمی چندہ کی حیثیت رکھتا ہے جسکی شرح سالانہ آمد کا 1/120 ہے۔ جو ہر شخص کی ماہوار آمد کے 1/10 کے برابر ہے یعنی اگر کسی شخص کی ماہوار آمد مبلغ 1000 روپیہ ہے تو اس کیلئے سال بھر میں صرف ایک مرتبہ 100 روپیہ ادا کرنا ہے۔

جلسہ سالانہ قادیان پر جو مہمان قادیان تشریف لاتے ہیں وہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں جنکی مناسب تواضع کا انتظام مرکز نے کرنا ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری ہیکہ ساری جماعت اس ثواب میں شریک ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس مشاورت 1943ء میں بیان فرمایا کہ:

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے اور فرمایا ہیکہ:

''اس جلسہ سالانہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جسکی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور اسکے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

پس اگر چندہ جلسہ سالانہ کو الگ رکھا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ کے اس زور دینے کی وجہ سے کہ ہمارا جلسہ سالانہ دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح نہیں مومنوں کا اس چندہ میں حصہ لینا ان کے ایمانوں کو ہمیشہ تازہ کرنے کا موجب بنتا رہے گا۔ (نظام بیت المال آمد صفحہ 21)

اب جبکہ جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد میں صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں جن دوستوں نے ابھی تک جلسہ سالانہ کا چندہ ادا نہیں کیا ان سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اسکی ادائیگی کریں۔ عہدیداران جماعت اور جملہ مبلغین و معلمین کرام سے بھی اس سلسلہ میں مخلصانہ تعاون کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

زکوٰۃ

☆ اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن ہے۔

☆ ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر اسکی ادائیگی فرض ہے۔

☆ زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

☆ ادائیگی زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی محبت حاصل ہوتی ہے۔

☆ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆ کوئی بھی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائمقام متصور نہیں ہوسکتا۔

☆ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے ''زکوٰۃ'' کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہیئے۔

﴿ناظر بیت المال آمد قادیان﴾

تحریک مسجد مارڈن یوکے

میں ادائیگیوں کی میعاد 31 جنوری 2003ء کو ختم ہو رہی ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت مالی تحریک مسجد مارڈن یوکے میں اب تک ہندوستان کی جماعتوں کیطرف سے بفضلہ تعالیٰ 36,46,069 روپے کے گرانقدر وعدوں کے بالمقابل 19,75,177 روپے وصول ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت تحریک میں ادائیگیوں کیلئے دو سال کی مدت مقرر فرمائی تھی جو 31 جنوری 2003ء کو ختم ہو رہی ہے گویا اب ادائیگیوں کیلئے صرف تین ماہ کا مختصر سا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔

لہٰذا تمام امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ بھارت سے گذارش ہے کہ براہ مہربانی انفرادی وعدوں کی صد فیصد وصولی کے سلسلہ میں اپنی کوششوں میں مزید تیزی پیدا کریں تا مقررہ میعاد گزرنے سے پہلے پہلے آپکی جماعت بھی صد فی صد ادائیگی کرنے والی خوش نصیب جماعتوں کی فہرست میں شامل ہوکر پیارے آقا کی مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں کی مورد بن سکے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اسکی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

﴿سیکریٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر 15172

میں امۃ النور شبانہ بنت مکرم جاوید اقبال اختر صاحب چیمہ قوم احمدی پیشہ ملازمت، عمر 24 سال، پیدائشی احمدی، ساکن قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6-04-02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ والدین اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱) زیور طلائی	وزن	قیمت
انگوٹھیاں دوعدد 23 کیرٹ	8 گرام 640 ملی گرام	4220-00

۲) میرا نکاح مکرم مرزا رفیع الدین مظفر صاحب مقیم آسٹریلیا سے ہو چکا ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ دولاکھ روپے ہے۔

میں اس وقت نصرت گرلز کالج قادیان میں پڑھاتی ہوں جہاں سے مجھے ماہانہ مبلغ -/2950 روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں اس آمد کا ۱۰/۱ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کراتی رہوں گی۔

اگر اس کے بعد بھی کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت مورخہ 1-4-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
بشیر احمد گھٹیالیاں ابن مکرم چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم	امۃ النور شبانہ	جاوید اقبال اختر چیمہ

وصیت نمبر 15173

میں عرشیہ گل زوجہ محترم سعید احمد مبشر قوم احمدی، پیشہ خانہ داری، عمر 26 سال، پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11-03-02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱) حق مہر مبلغ 20000 روپے بذمہ خاوند۔

۲) زیور طلائی چین طلائی ایک عدد 10 گرام

انگوٹھی تین عدد	10 گرام
ایک جوڑا کانٹے	7 گرام

کل وزن طلائی زیور = 27 گرام، قیمت 12250 روپے۔

۳) زیور نقرئی۔

پازیب ایک جوڑی	20 گرام	
ہار ایک عدد	18 گرام	
کل وزن نقرئی زیور	38 گرام	قیمت 300 روپے۔

اس وقت میری ذاتی کوئی آمد نہیں ہے۔ البتہ شوہر کی طرف سے ماہانہ 400 روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1-4-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سعید احمد مبشر ابن محترم محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان	عرشیہ گل	محمد انور احمد ابن محترم منصور احمد صاحب قادیان

وصیت نمبر 15186

میں سعیدہ بیگم زوجہ مکرم رحمۃ اللہ صاحب جینا قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 58 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28-6-01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل منقولہ جائیداد ہے: حق مہر -/500 روپے جو کہ وصول ہو چکا ہے

(۱) چین طلائی ایک عدد وزن ایک تولہ۔ (۲) نیکلس طلائی ایک عدد وزن ایک طولہ۔ (۳) نیکلس طلائی ایک عدد وزن 1/2 تولہ۔ کل وزن 2.5 تولہ۔ قیمت اندازاً -/10,000 روپے۔

غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے شوہر کا ایک مکان یادگیر میں 15X60 کا ہے۔ جس میں ہماری رہائش ہے۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے خاوند کی طرف سے ماہانہ 300 روپے جیب خرچ ملتا ہے (خاوند کی ماہانہ 2,500 روپے آمد ہے) میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس

کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری وصیت حاوی رہے گی۔ میری وصیت 1-4-01 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
رحمت اللہ	سعیدہ بیگم	محمد انور احمد
ولد محترم عبدالرؤف صاحب		ولد محترم منصور احمد صاحب قادیان

وصیت نمبر 15187

میں واجدہ خانم زوجہ مکرم عبدالواحد صاحب صدیقی قوم صدیقی پیشہ خانہ داری عمر 23 سال تاریخ بیعت اپریل 2000ء ساکن محلہ احمدیہ قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ 26-4-02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:

۱) حق مہر مبلغ -/2551 روپے
۲) زیور طلائی ایک جوڑا کان کی بالی۔ وزن: 2.500 گرام
۳) زیور ایک طلائی ایک عدد انگوٹھی۔ وزن: 3.180 گرام
۴) نقرئی پازیب ایک جوڑی۔ وزن: 50.00 گرام

میرا گزارہ خاوند ہی کی آمد پر ہے اپنی کوئی ذاتی آمد نہیں میں ماہوار خورد و نوش پر ہر ماہ -/30 روپے حصہ آمد تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1-5-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
عبدالواحد صدیقی	واجدہ خانم	محمد انور احمد
ولد محترم محمد صدیقی صاحب قادیان	اہلیہ محترم عبدالواحد صدیقی قادیان	ولد محترم منصور احمد صاحب قادیان

وصیت نمبر 15188

میں عبدالوکیل ولد مکرم عبدالرشید نیاز صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 41 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27/06/02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ ذاتی جائیداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ اس وقت مجھے ماہوار مع الاؤنس مبلغ -/3514 روپے ملتے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	العبد	گواہ
جاوید اقبال اختر	عبدالوکیل	شریف احمد
ابن چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش		ولد مکرم مبشر احمد صاحب مرحوم

وصیت نمبر 15189

میں امۃ الرفیق زوجہ عبدالوکیل نیاز قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/06/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ جائیداد منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

1.حق مہر بذمہ خاوند مبلغ آٹھ ہزار روپے			8000-00
	ایک سیٹ چاندی	32 گرام	150-00
	ایک ہار کانٹے چاندی	43 گرام	200-00
	ایک جوڑی کانٹے	20 گرام	150-00
	میزان	95 گرام	500-00
3.ایک ہار مع کانٹے طلائی		22 گرام	9000-00
	انگوٹھیاں دو عدد	9 گرام	3500-00
	بالیاں ایک جوڑی ؍؍	6 گرام	2600-00
	ٹاپس ایک جوڑی ؍؍	2 گرام	700-00
	چین مع لاکٹ ؍؍	14 گرام	6000-00
	میزان	53 گرام	21800-00

4.میرے خاوند مکرم مولوی عبدالوکیل صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازم ہیں اور ماہوار مع الاؤنس -/3514 روپے تنخواہ پا رہے ہیں۔ مجھے اپنے خاوند سے مبلغ -/300 روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
عبدالوکیل نیاز	امۃ الرفیق	جاوید اقبال اختر
		ابن چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ

وصیت 15190

میں حافظ مخدوم شریف ولد مکرم مقصود شریف صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 28 سال تاریخ بیعت 1987ء ساکن قادیان ڈاکخانہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/7/02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم اور اس وقت مبلغ -/2689 روپے تنخواہ مع الاؤنس لے رہا ہوں۔ نیز بطور معتمد خدام الاحمدیہ مبلغ -/500 روپے الاؤنس لے رہا ہوں۔ جس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔

اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت مورخہ 1/07/02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	العبد	گواہ
عبدالرزاق	مخدوم شریف	نعیم احمد ڈار
ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب		ابن مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان

وصیت 15191

میں افشاں پروین زوجہ مکرم حافظ مخدوم صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 21 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/7/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	وزن گرام	قیمت
زیور طلائی 1- ہار طلائی دو عدد	46-600	19385/-
〃 〃 2- کان کے کانٹے دو جوڑی	17-800	6942/-
〃 〃 3- انگوٹھی 3 عدد	13-400	5680/-
〃 〃 4- لاکٹ وچین	2-000	1000/-
〃 〃 5- پازیب ہار کانٹے	200-00	800/-
〃 〃 6- حق مہر بذمہ خاوند		25000/-
	میزان	58807-00

اس کے علاوہ میں اپنے خورد ونوش مبلغ تین صد روپے ماہوار پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ نیز اسکے علاوہ اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت 1/7/02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مخدوم شریف	افشاں پروین	نعیم احمد ڈار
		ابن مکرم غلام قادر صاحب درویش

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER
janic eximp
16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39
PH: 91-33-3440150 FAX: 91-33-344 0150
MOB: 098310 75426 E-mail: janiceximp@usa.net

M. C. Mohammad
Kodiyathoor
SUBAIDA TIMBER
Dealers In :
TEAK TIMBER, TIMBER LOG,
TEAK POLES & SIZES TIMBER
MERCHANTS
Chandakkadave, P.O Feroke
KERALA - 673631
☎ 0495 403119 (O)
402770 (R)

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2002

Monthly **MISHKAT** Qadian

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-20139 (R) 22232
Fax: 20105

Vol. NO.21 **November 2002** **No. 11**

﴿1﴾ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان، جناب خوشحال بہل صاحب وزیر تعلیم حکومتِ پنجاب کو قرآن کریم پر مشتمل خوبصورت تحفہ دیتے ہوئے۔ ﴿2﴾ حضرت صاحبزادہ صاحب جناب اشونی سیکھڑی وزیر سیاحت و صنعت حکومتِ پنجاب کو قرآنِ مجید کا تحفہ دیتے ہوئے۔ ﴿3﴾ حضرت صاحبزادہ صاحب جناب ترپت راجندر سنگھ باجوہ ایم ایل اے قادیان کو قرآن مجید کا تحفہ دیتے ہوئے۔ ﴿4﴾ زی نیوز چینل کے نامہ نگار حضرت صاحبزادہ صاحب کا انٹرویو لیتے ہوئے۔

(اجتماع کی تفصیلی رپورٹ اندرونی صفحات پر ملاحظہ کریں)

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain
& Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar
Hydrabad (A.P.) Ph. 4532488(Gym), 4443036(R), Cell- 6521162